ایک آیت ایک کہانی

تحریر
طلعت افتخار

ناشر
قرآن فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)

نام کتاب	ایک آیت ایک کہانی
تحریر	طلعت افتخار
ڈیزائننگ	محمد فراز
اشاعت	فروری 2021
تعداد	1000
ناشر	قرآن فاؤنڈیشن پاکستان

ملنے کا پتہ:

دوکان نمبر 13، مسجد خیر العمل، ایف بی ایریا، بلاک-20، کراچی۔

پیش لفظ

عزیز دوستوں! بچوں کا ذہن ایک سادہ اور سفید کاغذ کی مانند ہوتا ہے ہے جس پر جو نقش بنا دیا جائے وہ ہمیشہ کے لئے ثبت ہو جاتا ہے۔ یہ نقش بنانے والے پر منحصر ہوتا ہے کہ اس سفید کاغذ پر کون سے نقش اُبھارے تا کہ وہ ان معصوم ذہنوں پر ہمیشہ کے لئے ثبت ہو جائیں۔ اس زمانہ جب کہ بچوں کے ذہنوں کے سادے اوراق پر بے شمار گمراہ کن نقوش بنانے کے لئے مغربی دنیا پوری طرح مستعد ہے تو ضروری ہے کہ ان حالات میں بچوں کو قرآن کریم سے نزدیک لانے کے لئے انہی کی زبان میں اللہ تعالی کا پیغام ان کو سنایا جائے۔ قرآن کریم کتاب ہدایت ہے اس میں مخصوص انداز میں انسانی ہدایت کے لئے مؤثر اور کامیاب نمونے بیان کئے گئے ہیں۔ قرآن کریم انسان ساز ہے مگر اس سے صرف وہ ہدایت لے سکتا ہے جو اس کے نزدیک ہو۔ لہذا ایسے ماحول میں اپنے بچوں کو قرآن کریم کے نزدیک لانا، ان کو دینی راستے پر قائم رکھنا، قرآن کریم کا پیغام ان تک پہنچانا اور ان کی زندگی کی بنیادوں کو قرآن کریم اور اہل بیت علیہم السلام کی تعلیمات کی روشنی میں استوار کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ اسی الہی ذمہ داری کو پورا کرنے کی قرآن فاؤنڈیشن کی ایک چھوٹی سی کوشش زیر نظر کہانیاں ہیں جو اس مقصد کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہیں۔ کیونکہ بچے کہانیاں سننا پسند کرتے ہیں لہذا ان کہانیوں میں کچھ فرضی اور کچھ حقیقت پر مبنی کرداروں کے ذریعے زندگی گزارنے کے بنیادی اصولوں کو قرآن کریم کی آیتوں کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے تا کہ ان کو پڑھ کر اور سن کر ہمارے بچے قران کے نزدیک ہو جائیں اور قرآن کریم ان کی زندگیوں میں شامل ہو جائے۔ جب قرآن کریم زندگیوں میں شامل ہو جائے گا تو پھر کامیابی یقینی ہے۔ ان کہانیوں میں جہاں بچوں کیلئے سادہ زبان استعمال کی گئی ہے وہاں ساتھ ہی ساتھ ان کے کرداروں سے مطابقت رکھتے ہوئے تصویریں اور مناظر خصوصا بچوں کی دلچسپی کے لیے شامل کیے گئے ہیں۔ آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ قرآن فاؤنڈیشن کی اس چھوٹی سی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہم سب کو معاشرے میں قرآن فہمی کا جذبہ پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ والسلام

قرآن فاؤنڈیشن ایک نظر میں

قرآن فاؤنڈیشن کی بنیاد ۲۴ ذی الحجہ ۱۹۹۵ء میں رکھی گئی۔ تاکہ پیروانِ محمد وآل محمد علیہم السلام کو قرآن سے نزدیک کر کے قرآنی معاشرہ تشکیل دیا جاسکے۔ قرآن فاؤنڈیشن کی چند کاوشیں درج ذیل ہیں:

۱..........قرآنی نسخوں، کمپیوٹر سافٹ ویئرز کی عظیم الشان نمائش کا اہتمام بلاتفریق مکتب کیا گیا۔ 2015ء تک کراچی اور ملک کے 40 دیگر مقامات پر قرآنی نمائش منعقد کی گئی۔ جس کے نتیجے میں عمومی مسلمانوں تک یہ پیغام پہنچایا گیا کہ قرآن مجید تمام مسلمانوں میں ایک ہی ہے۔

۲..........محرم وصفر اور رمضان المبارک میں کراچی کے مرکزی جلوسوں میں قرآن کریم سے متعلق کتب و کمپیوٹر سافٹ ویئرز کے ذریعے عزاداروں کو متوجہ کیا گیا۔

۳..........ہر سال ماہ ربیع الاول و ماہ مبارک رمضان میں حفظ وقرأت کی محافل منعقد کی جن سے میں ملت میں حفظ قرآن کریم کا شدت سے شوق پیدا ہوا۔ حفظ کے مدارس وجود میں آئے۔ ہماری ان مستقل کاوشوں کے نتیجے میں حفاظ کی ایک بڑی تعداد معاشرے میں مصروف عمل ہے۔ اس طرح معاشرے میں قرآن کریم سے انس ومحبت میں اضافہ ہوا۔

۴..........قرآن مجید کے حوالے سے 2015ء تک پچیس سے زائد سی ڈیز (CD) پیش کی گئیں۔

۵..........2021ء تک قرآن مجید سے متعلق 16 سے زائد کتب شائع کی گئیں۔

۶..........2015ء میں مربیانِ قرآن کریم کی تربیت کا آغاز کیا گیا کراچی کے مختلف علاقوں میں روخوانی، رواں خوانی و درست خوانی کے مقدماتی کورس کرائے گئے جس میں 500 سے زائد خواتین نے دلچسپی کے ساتھ حصہ لیا۔ اگلے مرحلے میں 50 خواتین کے لئے مربی قرآن کے مقدماتی کورس کا اہتمام کیا جس کے نتیجے میں 38 خواتین نے دارالقرآن (قم) سے اس کورس کی سند حاصل کی۔ ان خواتین اساتذہ نے کراچی کے مختلف علاقوں میں 150 خواتین کو اس مقدماتی کورس میں تربیت دی۔ امتحانات کے نتیجے میں 80 خواتین قرآن کریم کی روخوانی، رواں خوانی و درست خوانی میں کامیاب ہوئیں۔

۷..........مقدماتی کورس کے 2021 تک سات سیشن ہو چکے ہیں جس میں تقریباً 7300 طالبات نے کورس مکمل کیا۔

۸..........قرآن اسکول کے 2021 تک تین سیشن ہو چکے ہیں اس وقت تیسرا سیشن جو کراچی کے 15 مختلف مقامات پر چل رہا ہے جس میں 550 سے زائد طلبہ و طالبات زیر تعلیم ہیں۔

۹..........سمر کیمپ کے 2019 تک تین سیشن ہو چکے ہیں۔

۱۰..........معاشرے میں قرآن مجید س انس و محبت بڑھائیں خصوصا خواتین اور بچوں میں قرآن فاؤنڈیشن کی یہ خدمات ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی برکتوں کا نمونہ ہیں۔ خواتین اساتذہ اور آرگنائزرز کی ایک کثیر تعداد ان کاموں میں شب و روز مصروف عمل ہے۔

اور (اے لوگو!) یہ دنیا کی زندگی کھیل اور تماشے کے سوا کچھ نہیں ہے، اور حقیقت میں آخرت کا گھر ہی (صحیح) زندگی ہے۔ کاش! وہ لوگ (یہ راز) جانتے ہوتے سورہ عنکبوت آیت #۶۴

کہانی نمبر ۹

نیکیوں کے پھول

مقابلہ شروع ہونے والا تھا سب بچے بہت خوش تھے اور سب ہی اس مقابلے میں بہت تیاری کے ساتھ آئے تھے۔ مقابلہ بھی بہت انوکھا تھا اس میں تمام حصہ لینے والے بچوں کو پھول جمع کرنے تھے جو اس میدان کے مختلف حصوں میں رکھے گئے تھے جس نے زیادہ پھول جمع کر لیے وہی جیت جائے گا۔

سیٹی کی آواز سنتے ہی سارے بچوں نے دوڑ لگا دی کچھ ہی دور پھول نظر آئے مگر یہاں پر تو اور بھی مزے مزے کے کھانے کی چیزیں تھی تو کچھ بچوں نے سوچا کہ پھول تو یہاں سے لے ہی لیں گے یہ چیزیں تو کھالیں لہذا وہ کھانے میں لگ گئے۔ لیکن کچھ بچوں نے اس کی پرواہ نہ کی اور پھول اٹھا کر آگے بڑھ گئے۔ جو بچے کھانے میں لگ گئے تھے ان کا چیزوں کو کھانے کے بعد آگے بڑھنے کا دل نہیں چاہ رہا تھا کیونکہ ابھی بہت سی مزے مزے کی چیزیں رہ گئی تھیں مگر بچوں نے سوچا اب چلنا چاہیے لہذا تھوڑے سے پھول اٹھا کر وہ بھی آگے بڑھے۔

ارے یہ کیا یہاں پر تو دو راستے نظر آرہے ہیں ذرا قریب جا کر دیکھا تو آگے جانے والے بچوں میں سے کچھ ایک راستے پر اور کچھ دوسرے راستے پر بھاگتے ہوئے نظر آئے تھوڑا قریب جانے پر معلوم ہوا کہ ایک راستے میں کچھ جھاڑیاں اور اونچے نیچے راستے نظر آرہے ہیں جبکہ دوسرا راستہ بڑا خوش نما نظر آرہا تھا بعد میں آنے والے بچوں نے سوچا کون بیوقوف مشکل راستے پر جائے گا لہذا اچھے راستے پر چل پڑے۔

ادھر وہ بچے جو مشکل راستے پر چل پڑے تھے ان کو پھول تو نظر آئے مگر کانٹے دار جھاڑیوں میں تھے اور انکو نکالنے میں ان کے ہاتھ بھی زخمی ہو رہے تھے اس کے علاوہ اونچے نیچے راستوں کی وجہ سے وہ کئی مرتبہ گرے بھی اور چوٹ بھی لگی مگر انہوں نے اپنی کوشش جاری رکھی اور پھول جمع کرتے رہے۔

دوسری طرف وہ بچے جو خوشنما راستے پر چلے تھے ان کو پھول نظر نہیں آرہے تھے مگر جگہ بڑی خوبصورت تھی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی

وہ تھک گئے تھے۔ اس لئے سوچا تھوڑا آرام کر لیں جب لیٹے تو معلوم ہی نہیں ہوا کہ کتنا وقت گزر گیا۔ آگے بڑھے تو بہت مزے کے شربت رکھے ہوئے تھے شربت پی کر آگے بڑھے لیکن وہاں کی خوبصورتی اور کھانے پینے کی چیزوں میں اتنا مشغول ہو گئے کہ خیال ہی نہیں رہا کہ انہیں پھول جمع کرنے ہیں اور وہاں پر کھیل میں مگن ہو گئے اور وہاں پر ان کو پھول بھی نظر نہیں آ رہے تھے کافی دیر گزرنے کے بعد جب وہ لوگ آگے بڑھے تو دیکھا کہ مقابلے کا میدان تو ختم ہو گیا اور وہ لوگ نتیجے کی جگہ پہنچ گئے۔

لیکن وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ مشکل راستے پر چلنے والے بچے پہلے سے موجود ہیں اور ان کے ہاتھوں میں ٹوکریاں ہیں جو پھولوں سے بھری ہوئی ہیں، جبکہ ان کے پاس چند پھولوں کے سوا کچھ تھا ہی نہیں نتیجہ صاف ظاہر تھا وہ بچے جو مشکل راستے پر چل کر گئے تھے وہ لوگ جیت چکے تھے اور ان کو انعامات دیئے جا رہے تھے۔ ادھر یہ بچے سوچ رہے تھے کاش ہم بھی چیزوں میں دل نہ لگاتے اور پھول جمع کرتے تو آج ہمیں بھی بہت سارے انعامات مل رہے ہوتے۔

سبق

پیارے بچو! اس کہانی سے ہمیں یہ سبق ملا کہ دنیا بھی ایک مقابلے کا میدان ہے جہاں پر ہم سب کو نیکیوں کے پھول جمع کرنے ہیں۔ جو شخص دنیا کی مشکلات کو جھیل کر ان کو جمع کر لیتا ہے وہی کامیاب ہو جاتا ہے لیکن جو دنیا کی رنگینیوں میں گم ہو کر اپنے اچھے کاموں کو بھول جاتا ہے اس کو کچھ نہیں ملتا اور وہ افسوس کرتا رہ جاتا ہے۔

(ایسا) ہرگز نہیں بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) ان کے دلوں پر ان اعمالِ (بد) کا زنگ چڑھ گیا ہے جو وہ کمایا کرتے تھے (اس لیے آیتیں ان کے دل پر اثر نہیں کرتیں) سورہ مطففین آیت #۱۴

کہانی نمبر ۲

سفید، چمکدار دل

پیریڈ ختم ہونے کی بیل کے ساتھ ہی مس فاطمہ نے اپنا بیگ اٹھاتے ہوئے بچوں سے کہا یہ ہوم ورک سب کو ضرور کرنا ہے میں ایک ہفتے کے بعد آپ سب کا ہوم ورک چیک کروں گی۔

فضا کو اپنی اسلامیات کی ٹیچر مس فاطمہ بہت پسند تھی کیونکہ وہ صرف پڑھاتی ہی نہیں تھیں بلکہ جو پڑھاتی تھیں اس کی پریکٹس بھی کرواتی تھیں، اور آج کی ایکٹیوٹی تو بہت ہی اچھی تھی۔ مس فاطمہ نے سارے بچوں کو سفید کارڈ شیٹ کے دل بنا کر دیے تھے۔ اور سب کو کہا تھا کہ کہ پورے ہفتے اس بات کا خیال رکھنا ہے کہ کوئی بھی غلط کام نہ کریں۔ اور اگر کوئی غلط کام کرے تو اس پر

ایک کالا نقطہ ڈال دے ایک ہفتے کے بعد سب ان کارڈز کو لے کر آئیں تو میں دیکھوں گی کہ کس کے دل کا کارڈ بالکل سفید ہیں اور کوئی بھی کالا نقطہ اس پر نہیں ہے یہ کام سب ایمانداری سے کریں گے۔ فضہ ایک اچھی بچی تھی وہ اس بات کا خیال رکھتی تھی کہ کبھی بھی اس سے کوئی غلط کام نہ ہو۔

آج اتوار کا دن تھا اور فضہ بہت خوش تھی کہ اس کا کارڈ بالکل سفید تھا۔

اس پورے ہفتے اس نے خیال رکھا تھا کہ وہ کوئی بھی ایسا کام نہیں کرے گی جس کی وجہ سے اس کو کالا نقطہ لگانا پڑے۔ وہ خوشی خوشی اپنی امی کو یہ بات بتا رہی تھی امی نے فضہ کو پیار کرتے بہت ساری دعائیں دیں۔ دوسرے دن وہ بہت ہی شدت سے اسلامیات کے پیریڈ کا انتظار کر رہی تھی جب اسلامیات کے پیریڈ کی بیل ہوئی تو فضہ نے جلدی سے اپنا کارڈ بیگ سے نکالا۔ مس فاطمہ نے جب سب سے کارڈز مانگے تو سب نے انہیں اپنے اپنے کارڈز دئے۔

مس فاطمہ کو یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ زیادہ تر کارڈز بالکل سفید تھے۔ بہت کم کارڈز پر کچھ سیاہ نقطے تھے۔ ان بالکل سفید کارڈز میں ایک کارڈ فضہ کا بھی تھا۔

مس فاطمہ نے بچوں کو بتایا کہ کہ ہمارے دل بھی اسی طرح سفید اور چمکدار ہوتے ہیں اور جب ہم کوئی غلط کام کرتے ہیں مثلاً جھوٹ بولنا، کسی کا مذاق اڑانا، امی ابو کی بات نہ ماننا وغیرہ وغیرہ تو ہمارے دل پر ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے اور جب یہ کام بار بار کئے جاتے ہیں تو یہ سیاہ نقطے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

تو مس پھر کیا پورا دل کالا ہو جاتا ہے، فضہ نے پوچھا۔

مس نے کہا جی بالکل، پتہ بھی نہیں چلتا، انسان کو کوئی بھی اچھا کام کرنے کا دل نہیں چاہتا۔ لہذا ہمیں یہ کوشش کرنی ہے کہ جس طرح ہم نے ایک ہفتے اس دل والے کارڈ کی حفاظت کی ہے اسی طرح ہمیں اپنی پوری زندگی اپنے اصلی دل کو سفید اور چمکدار رکھنا ہے۔

تمام بچوں نے مس فاطمہ کی بات پر سن کر سے وعدہ کیا کہ ہم ہمیشہ اس بات کا خیال رکھیں گے۔ مس فاطمہ نے سارے بچوں کو چاکلیٹس دیں۔

سبق

پیارے بچو ہم سب کو بھی اپنے دل کو سفید اور چمکدار رکھنے کے لئے سارے غلط کاموں سے ہمیشہ دور رہنا ہو گا تاکہ ہمارے دل پر کوئی سیاہ یعنی کالا نقطہ نہ آسکے۔ انشاء اللہ

پھر جب تو ارادہ کر لے تو اللہ پر بھروسہ رکھ۔ بے شک اللہ
بھروسہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ سورہ آل عمران آیت ۱۵۹

اپنی مدد آپ

امی امی، کی آوازیں لگاتے ہوئے چڑیا کا بچہ گھونسلے میں داخل ہوا اور پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ چڑیا کو بتانے لگا کہ ابھی میں نے کھیت کے مالک کو ان کے گاؤں کے آدمیوں کے ساتھ دیکھا ہے وہ کہہ رہے تھے کہ کھیت کے اس حصے میں بہت زیادہ جھاڑیاں اگ آئی ہیں ان کو صاف کر دینا چاہیے۔ ابا اگر وہ لوگ یہاں کی صفائی کر دینگے تو ہمارا گھونسلہ بھی ٹوٹ جائے گا۔ چڑا وہیں بیٹھا ہوا تھا اس نے اپنے بچے کو پیار کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا کچھ نہیں ہو گا تم پریشان نہ ہو۔

چڑیا کے بچے کو کچھ سمجھ نہیں آیا مگر ابا کے کہنے پر یقین آ گیا اور واقعی کچھ نہ ہوا۔

کچھ دنوں کے بعد پھر چڑیا کے بچے نے خبر دی کہ آج وہ مالک اپنے بیٹوں سے کہہ رہا تھا کہ یہاں کی صفائی کرنی ہو گی۔ چڑے نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اطمینان رکھو ہمیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے انہیں کچھ نہیں ہو گا۔

کافی دن گزر گئے نہ کھیت کا یہ حصہ صاف ہوا اور نہ ان کے گھونسلے کو کوئی نقصان پہنچا۔ ایک دن پھر چڑیا کا بچہ جو باہر کھیل رہا تھا اس نے دیکھا کہ آج کھیت کا مالک اکیلا ہے اور وہ کھیت کے اس حصے کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ اب میں کل خود ہی اس جگہ کی صفائی کروں گا۔ بچے نے یہ بات سنی اور آ کر پھر اپنے اماں ابا کو بتایا۔ چڑا جو اپنا کام کر رہا تھا، کام روک کر کہنے لگا کہ اب ہمیں اپنا سامان

سمیٹنا ہو گا اور کسی دوسری جگہ گھونسلہ بنانا ہو گا کیونکہ اب خطرہ ہے۔

چڑیا کے بچے نے پوچھا وہ کیوں؟

چڑے نے جواب دیا اس لیے کہ اب مالک خود آنے کو کہہ رہا ہے اس لئے وہ ضرور آئے گا۔

سبق

ہمیشہ اللہ کے بعد اپنے اوپر بھروسہ کر کے کام کرنا چاہیے دوسروں پر کام چھوڑنے سے وہ کام کبھی نہیں ہوتا۔

خدا کسی قوم کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک لوگ اپنی حالت میں خود تبدیلی نہ لائیں۔

سورہ رعد آیت ۱۱

گزرا ہوا وقت ہاتھ نہیں آتا

رضا بیٹا، ابھی علی کی امی بتا رہی تھیں کہ تم لوگوں کو فائنل ٹرم کا سلیبس مل گیا ہے، تم نے مجھے نہیں بتایا۔

رضا کی امی نے رضا سے پوچھ، اجو موبائل پر گیم کھیل رہا تھا۔

جی امی میں بھول گیا، لیکن ابھی تو کافی دن ہیں سلیبس بہت پہلے ہی دے دیا جاتا ہے۔

سلیبس بہت پہلے دیے جانے کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ امتحانات کی تیاری شروع کر دی جائے۔ امی نے موبائل رکھنے اور کتابیں اٹھانے کو کہا اور رات کے کھانے کی تیاری کے لئے کچن میں چلی گئیں۔

رضا اور علی بہت اچھے دوست تھے اور پڑوسی بھی، اور ایک ہی کلاس میں پڑھتے تھے ایک بات جو علی میں تھی وہ رضا میں نہیں تھی۔ علی وقت کو ضائع نہیں کرتا تھا جبکہ رضا وقت کو بیکار کاموں میں ضائع کرتا تھا اس لئے ابھی بھی سلیبس ملنے کے بعد علی نے

اپنا ایک ٹائم ٹیبل بنالیا تھا اور گھر میں اسی کے مطابق امتحانات کی تیاری شروع کردی تھی جبکہ رضا موبائل کے گیمز میں اپنا وقت ضائع کر رہا تھا علی کے سمجھانے کے باوجود تیاری شروع نہیں کی۔

آہستہ آہستہ وقت گزرتا گیا اب امتحانات میں صرف ایک ہفتہ رہ گیا تھا امی نے رضا سے موبائل بھی لے کر رکھ دیا تھا لیکن وقت کم تھا اور مقابلہ سخت۔ اس دفعہ گریڈ 8th کے امتحانات تھے۔ علی کی بہت اچھی تیاری ہوگئی تھی کیونکہ اس نے بہت پہلے سے تیاری شروع کردی تھی جبکہ رضا کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ پہلے کس پیپر کی تیاری کرے۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ کاش وہ بھی پہلے ہی سے امتحانات کی تیاری شروع کردیتا لیکن اب وقت گزر چکا تھا جو واپس نہیں آسکتا تھا۔

امتحانات ہوئے اور علی کی فرسٹ پوزیشن آئی جبکہ اس مرتبہ رضا کوئی پوزیشن حاصل نہیں کرسکا۔

سبق

وقت کسی کے لئے نہیں رکتا۔ ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا چاہیے اور وقت کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

میرا اور اپنے والدین کا شکر بجالاؤ۔ سورہ لقمان آیت ۱۴

چنکو منکو

چنکو منکو دو بہت پیارے روئی کے نرم نرم گالوں جیسے دو چوزے تھے. دونوں بڑے ہی شرارتی تھے دن بھر اپنے دروازے کے باہر گھاس پر کھیلتے رہتے تھے مرغی امی ان کو لا کر دانہ کھلاتیں اور وہیں ان کو دیکھتی رہتی تھیں کہ یہ کہیں دور نہ نکل جائیں اور پھر جب شام ہونے لگتی تو ان کو لے کے ڈڑبے کے اندر چلی جاتیں۔

ابھی تو میرا اور کھیلنے کو دل چاہ رہا ہے"، چنکو نے امی سے کہا. مرغی امی نے کہا کہ اب کل کھیل لینا شام کے وقت باہر نہیں کھیلتے۔

کیوں امی شام کے وقت کیوں نہیں کھیلتے ؟ منکو نے پوچھا۔

امی نے جواب دیا، اس لیے کہ اندھیرے میں کچھ نظر بھی نہیں آتا اور یہ آرام کرنے کا وقت ہوتا ہے۔ چنکو کو ابھی تک اس کا افسوس تھا کہ کھیل باقی رہ گیا تھا اور اس کے لیے کل تک کا انتظار کرنا پڑے گا۔

ککڑوں کوں ککڑوں کوں، صبح مرغے ابا نے اذان دی تو چنکو منکو بھی اٹھ گئے۔

مرغی امی نے کہا، آج میں اور تمہارے ابا ایک کام سے باہر جا رہے ہیں لہذا تم دونوں ڈربے کا دروازہ بند رکھنا اور باہر نہیں نکلنا۔ جب ہم آجائیں گے تو پھر کھیلنا۔

چنکو، منکو کے منہ بن گئے آپ لوگ کب تک آئیں گے ؟ چنکو نے پوچھا،

مرغی امی نے جواب دیا جلدی آجائیں گے، لیکن تم لوگ دروازہ نہیں کھولنا اور باہر نہیں نکلنا۔

مرغی امی اور مرغے ابا کے جانے کے بعد چنکو منکو گھر میں کھیلنے لگے۔

میں تو گھر میں نہیں کھیل سکتا، یہاں پر کھیلنے کی جگہ ہی نہیں ہے چنکو نے غصے سے کہا۔ لیکن امی ابو نے باہر نکلنے سے منع کیا ہے۔ منکو نے جواب دیا۔

اگر ہم باہر کھیل کر آگئے تو ان کو کیسے معلوم ہو گا چلو باہر تھوڑی دیر کھیل کر آتے ہیں، چنکو نے منکو سے کہا۔

نہ بابا نہ میں نہیں جاؤں گا ہمیشہ اپنے بڑوں کا کہنا ماننا چاہیے ورنہ نقصان ہوتا ہے اور اللہ میاں بھی ناراض ہوتے ہیں اور اگر امی ابو نہیں دیکھ رہے تو اللہ میاں تو دیکھ رہے ہیں۔ منکو نے جواب دیا۔

چنکو نے کہا ٹھیک ہے پھر تم گھر میں بیٹھو میں تو باہر کی سیر کو جا رہا ہوں اتنا خوبصورت موسم ہو رہا ہے اور ہم گھر میں بیٹھے ہیں۔

منکو کے منع کرنے کے باوجود چنکو دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ گھاس پر قلابازیاں کھاتے ہوئے اس نے منکو کو آواز دی کہ وہ بھی باہر آجائے بڑا مزہ آرہا ہے۔ لیکن منکو نے منع کیا اور اس کو بھی اندر بلایا۔ لیکن وہ نہ آیا۔

چنکو کھیلتے ہوئے بہت دور نکل گیا اس کو معلوم ہی نہیں ہوا۔ اچانک اس کو جھاڑیوں میں سے دو چمکتی ہوئی آنکھیں نظر آئیں وہ ایک جنگلی بلی تھی جو چنکو کو دیکھ رہی تھی کہ جیسے یہ تھوڑا سا قریب آئے اس کو پکڑ لے چنکو نے جب یہ دیکھا تو فوراً دوڑ لگائی لیکن یہ کیا وہ تو اپنے گھر سے بہت دور تھا اس لیے راستہ بھول گیا۔ دوڑتے دوڑتے ایک درخت کے کونے میں جا کر چھپ گیا تھا کہ بلی کو نظر نہ آئے لیکن وہاں پر بہت ساری چیونٹیاں تھیں جو چنکو کے پاؤں میں کاٹنے لگیں وہاں سے بھاگا تو سامنے گھاس پر بہت سارا پانی پڑا ہوا تھا چنکو اس میں پھسلا تو پورا مٹی میں لت پت ہو گیا۔ اب تو چنکو سے بھاگا بھی نہیں جا رہا تھا۔ پاؤں میں چیونٹیوں کے کاٹنے سے تکلیف بھی ہو رہی تھی اور پانی اور مٹی میں بھیگنے کی وجہ سے اب سردی بھی لگ رہی تھی۔ وہ ایک درخت کی جڑ میں چھپ کر بیٹھ گیا اور پریشان ہو کر رونے لگا۔ اسے تکلیف کی وجہ سے سردی لگ رہی تھی اور بھوک بھی لگ رہی تھی بلی کا خطرہ الگ تھا، رونے لگا اور دعا کرنے لگا اللہ میاں میں نے امی ابو کی بات نہ مان کر بہت غلطی کی ہے اب میں کبھی بھی ایسا نہیں کروں گا آپ میری مدد کریں۔

شام ہو رہی تھی چنکو کا بھوک اور سردی سے برا حال تھا۔

ادھر جب مرغا ابا اور مرغی امی گھر پہنچے تو منکو نے پورا حال سنایا۔ وہ فوراً چنکو کی تلاش میں نکل پڑے ڈھونڈتے ڈھونڈتے جب ایک درخت کے پاس سے گزرے تو چنکو کے رونے کی آواز سن کر دیکھا تو ایک کونے میں کیچڑ میں لت پت سردی سے کانپ رہا تھا۔

مرغی امی نے فوراً گلے سے لگایا چنکو مرغی امی اور مرغا ابا کو دیکھ کر رونے لگا اور کہنے لگا میں اب کبھی بھی یہ کام نہیں کروں گا اور ہمیشہ آپ لوگوں کی بات مانوں گا۔

مرغی امی نے اس کو کچھ نہیں کہا کیونکہ چنکو کو بات نہ ماننے کی سزا مل چکی تھی اور وہ اس پر بہت شرمندہ بھی تھا۔

سبق

پیارے بچو ہمیشہ ماں باپ کا کہنا ماننا چاہیے۔ جو بچے امی ابو کا کہنا نہیں مانتے تو وہ بہت نقصان اٹھاتے ہیں جیسے اس کہانی میں آپ نے چنکو چوزے کا حال دیکھا۔

اور نفسانی خواہش کی پیروی نہ کرو ورنہ یہ پیروی تمہیں اللہ کی راہ سے بہکا دے گی۔ سورہ ص آیت ۵۲

کہانی نمبر ٦

ننھا بھالو اور مزیدار شہد

ارے واہ مزہ آ گیا ننھے بھالو نے اتنا سارا شہد دیکھ کر خوشی سے نعرہ لگایا اور خوشی سے ناچنے لگا۔ ننھے بھالو کے مما اور پاپا اس کو اتنا خوش دیکھ کر مسکرانے لگے۔

ننھا بھالو اپنے پاپا اور مما کے ساتھ ایک ہرے بھرے جنگل میں رہتا تھا۔ ننھے بھالو کے پاپا بہت اچھے تھے ان کو شہد لانے کے لئے کبھی بھی مشکل نہیں ہوتی تھی کیونکہ وہ اور بھالوؤں کی طرح بغیر پوچھے شہد کی مکھیوں کے چھتے سے شہد نہیں لیتے تھے بلکہ ان کی شہد کی مکھیوں سے دوستی تھی۔

ہر روز ننھے بھالو میاں اپنی مما اور پاپا کے ساتھ جنگل کی سیر کو نکلتے اور ڈھیر سارے پھول جمع کر کے لاتے اور اس درخت کے نیچے رکھ دیتے جس پر شہد کی مکھیوں نے اپنا چھتا بنایا ہوا تھا شہد کی مکھیاں آرام سے ان پھولوں سے رس چوس کر مزیدار شہد بناتیں اور اور جس دن شہد تیار ہو جاتا وہ ننھے بھالو کے پاپا سے کہہ دیتیں کہ وہ شہد لے جائیں۔

آج بھی اتنا ڈھیر سارا شہد دیکھ کر تو ننھے بھالو میاں کے مزے آ گئے۔ دوستوں کی دعوت کی اور خوب مزے کیے۔

شہد ختم ہونے پر پاپا سے کہا کہ اور شہد لا کر دیں۔

پاپا نے کہا ابھی نہیں، جب شہد کی مکھیاں بولیں گی تو جا کر لے آؤں گا۔

ننھے بھالو نے کہا پاپا اب تو بہت دن ہو گئے ہیں انہوں نے بنالیا ہو گا۔

پاپا بھالو نے کہا کہ نہیں ہم ان سے پوچھے بغیر کبھی بھی شہد نہیں لیں گے۔

ننھے بھالو میاں وہاں سے چلے گئے رات کو انہوں نے سوچا کہ وہ اپنے دوستوں کی مدد سے جا کر خود شہد لے آئیں گے۔ رات کو جب مما پاپا سو گئے تو وہ خاموشی سے نکلے اور اپنے دوستوں کی مدد سے اس درخت پر چڑھنے کی کوشش کی تا کہ شہد نکال لیں۔

اندھیرا ابھی تھا ننھے بھالو نے جیسے ہی چھتے پر ہاتھ مارا تو چھتے کے ساتھ خود بھی نیچے گر پڑے اور ساری مکھیاں ان کو کاٹنے لگیں۔

ننھے بھالو میاں زور زور سے چیخنے لگے۔ سارے دوست ان کے گرتے ہی بھاگ گئے۔ ننھے بھالو کی چیخیں سن کر مما پاپا کی آنکھ کھل گئی باہر نکل کر دیکھا تو ننھے بھالو میاں گرے ہوئے تھے اور شہد کی مکھیاں ان کو کاٹ رہی تھیں۔

پاپا بھالو کے کہنے پر وہ مکھیاں ان کے پاس سے ہٹ تو گئی مگر وہ سخت غصے میں تھیں اور انہوں نے بابا بھالو سے کہہ دیا کہ اب ہم یہاں نہیں رہیں گے اور پھر وہ مکھیاں یہاں سے چلی گئیں اور انہوں نے کسی دوسرے درخت پر اپنا چھتہ بنالیا۔

پاپا بھالو بھی ننھے بھالو میاں کی اس حرکت سے بہت شرمندہ تھے۔ انہوں نے پھر کبھی بھی مکھیوں سے شہد تیار کرنے کو نہیں کہا اور ننھے بھالو میاں کو پھر کبھی شہد کھانے کو نہیں ملا۔

سبق

دیکھا بچوں بغیر اجازت کسی کی کوئی چیز لینا کتنی بری بات ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہو جاتے ہیں اور خود انسان کا بھی نقصان ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ کبھی بھی کوئی چیز کسی کی اجازت کے بغیر نہ لیں۔

زمین پر اکڑ کر مت چلو بے شک خدا فخر فروش اور متکبر کو دوست نہیں رکھتا۔ سورہ لقمان آیت ۸۱

غرور کا سر نیچا

ٹیچر یہ میرا کام چیک کر لیں میں نے کر لیا" مہوش نے اپنی کاپی ٹیچر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا.

کلاس کی تمام لڑکیاں مہوش کو دیکھنے لگیں۔ کیونکہ ابھی تو سب کام کر رہی تھیں۔

ماشاء اللہ۔! ٹیچر نے کاپی لیتے ہوئے کہا۔

مہوش نے غرور کی ایک نظر کلاس پر مسکراتے ہوئے ڈالی اور اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی۔

"مہوش تم اتنی جلدی کام کیسے کر لیتی ہو"؟ کلاس کی لڑکیاں بریک ٹائم میں اس سے پوچھنے لگیں۔

دراصل میں کبھی دوسرے نمبر پر نہیں آنا چاہتی اس لئے ہمیشہ سب سے پہلے کام کر لیتی ہوں۔ مہوش نے غرور کے ساتھ جواب دیا۔

بریک ٹائم ختم ہوا سب کلاس میں آ گئیں۔
"ایک ہفتے بعد اسکول کے دوسرے کیمپس میں آرٹ کا مقابلہ ہے جو طالبات اس میں حصہ لینا چاہتی ہیں وہ میرے پاس نام لکھوا دیں" آرٹ کی ٹیچر نے مقابلے کا اعلان کیا۔

مہوش نے سب سے پہلے اٹھ کر اپنا نام لکھوایا اس کے بعد عارفہ اور ایلیاء نے بھی نام لکھوائے۔

مہوش نے منہ بناتے ہوئے عارفہ کو دیکھا اور کہا تم نے نام کیوں لکھوایا تمہارا آرٹ تو بالکل اچھا نہیں ہے۔ عارفہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور ٹیچر نے مہوش کو ڈانٹا۔

مہوش کو یہ بات بہت ہی بری لگی کہ ساری کلاس کے سامنے ڈانٹ جو پڑ گئی تھی۔

بہر حال مقابلے کا دن آیا اور یہ تینوں اپنی آرٹ ٹیچر کے ساتھ دوسرے کیمپس میں آئیں۔ آج بھی مہوش کا وہی انداز تھا اور وہ غرور کے ساتھ ایلیا اور عارفہ کو دیکھ رہی تھی کہ جیسے کہنا چاہ رہی ہو کہ تم لوگ خواہ مخواہ ہی آئے، پوزیشن تو میری ہی آئے گی۔

مقابلہ شروع ہوا سب نے کام شروع کر دیا۔ مقابلہ ختم ہونے میں صرف پانچ منٹ رہ گئے تھے سب کا کام مکمل ہونے کے قریب تھا اور مہوش نے بھی اپنا کام مکمل کر لیا تھا۔

وہ غرور کے ساتھ اٹھی اور جیسے ہی اس نے اپنا تصویر والا کاغذ اٹھانا چاہا قریب رکھا ہوا پانی کا گلاس تصویر پر گر گیا اور اس کی تصویر خراب ہو گئی اس کے سارے رنگ پانی کے گرنے کی وجہ سے پھیل گئے تھے۔

مہوش نے فورا اپنا کاغذ اٹھایا مگر تصویر خراب ہو چکی تھی اور اس کے ساتھ ہی مقابلے کا وقت بھی ختم ہو گیا تھا۔ مہوش رونے لگی لیکن اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا اس کی تصویر مقابلے میں نہیں رکھی جا سکتی تھی۔

آرٹ کی ٹیچر نے ایلیا اور عارفہ کی تصویریں لیں اور مقابلے کے لئے جمع کرا دیں سب لوگ شدت سے نتیجے کا انتظار کر رہے تھے۔

تھوڑی دیر کے بعد جب اعلان ہوا تو معلوم ہوا کہ یہ مقابلہ عارفہ نے جیت لیا ہے۔
تالیوں کی گونج میں عارفہ اپنا انعام لے رہی تھی اور مہوش روتے ہوئے سر جھکا کے شرمندگی سے سوچ رہی تھی کاش میں غرور نہ کرتی تو میرے ساتھ یہ نہ ہوتا۔

سبق

دیکھا بچو! غرور کا سر ہمیشہ نیچا ہوتا ہے۔ اللہ تعالی غرور کرنے والوں کو کبھی پسند نہیں کرتا اس لئے ہمیں چاہئے کہ اگر ہمارے پاس کوئی بھی صلاحیت ہو تو اس پر اللہ تعالی کا شکر ادا کریں کیونکہ یہ سب کچھ اللہ تعالی نے عطا فرمایا ہے۔

برائی کو اچھی روش سے ختم کرو۔ سورہ منافقون آیت ۹۶

کہانی نمبر ۸

برائی کا جواب اچھائی سے

پاپا ان کی مدد کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ تو آپ کا مذاق اڑاتے تھے"

خرگوش کے چھوٹے بچے نے اپنے ابو سے کہا۔

خرگوش نے اپنے بچے کو منع کرتے ہوئے کہا" ایسے نہیں کہتے "مشکل میں ہمیں لوگوں کی مدد کرنی چاہئے.

"چاہے وہ لوگ ہمیں برا بھلا کہتے ہوں"

خرگوش کے بچے نے پوچھا۔

خرگوش نے کہا اس لئے کہ برائی کا جواب برائی سے نہیں دینا چاہیے۔

یہ خرگوش میاں اور ان کی فیملی ایک درخت کے اندر بل بنا کر رہتے تھے۔ اسی درخت میں ایک اور خرگوش بھی رہتا تھا دونوں کے دروازے آمنے سامنے تھے۔ سردیوں کا موسم آنے والا تھا اس لیے خرگوش میاں نے اس کے لیے پہلے ہی سے انتظامات شروع کر دیے تھے۔ روزانہ کے کاموں کے ساتھ ساتھ وہ کچھ اور وقت لگا کر گھر میں کھانے پینے کا سامان رکھنے لگے تھے کیونکہ سردیوں کے موسم میں برفباری کی وجہ سے یہ لوگ گھر سے بالکل نہیں نکل سکتے تھے۔

پڑوسی خرگوش ان کو کام کرتا دیکھ کر ان کا مذاق اڑاتا اور کہتا کہ تمہیں بہت جلدی ہے ابھی تو سردیاں بہت دور ہیں۔

خرگوش میاں اس کی باتوں کا برا نہیں مانتے مگر منے خرگوش کو یہ باتیں بہت بری لگتی تھیں۔ کیونکہ وہ بھی اپنے پاپا کے ساتھ کام کر رہا ہوتا تھا۔ اسی طرح دن گزرتے رہے اور سردیاں آگئیں۔ ایک دن بہت شدید برفباری ہوئی اور جنگل کی تمام چیزیں برف سے ڈھکی ہوئی نظر آرہی تھیں۔

خرگوش میاں کو کوئی مسئلہ نہیں تھا کھانے کی چیزیں ان کے گھر میں موجود تھیں وہ اپنے گھر میں آرام سے تھے۔

پڑوسی خرگوش نے جب کھانے کے لئے دیکھا تو گھر میں کچھ بھی نہیں تھا۔ بہت سخت بھوک لگی ہوئی تھی سوچا کہ کیا کرے، اس لئے مجبوراً خرگوش میاں کے دروازے پر دستک دی۔ اور کھانے کے لیے کچھ مانگا۔

خرگوش میاں جلدی سے گھر کے اندر گئے اور اس کے لیے گاجریں لے آئے اور اس کو کھانے کے لیے دے دیں۔ پڑوسی خرگوش بہت شرمندہ تھا اس نے اپنے رویئے کی معافی مانگی اور خرگوش میاں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا اب مجھے اپنی غلط باتوں کا احساس ہو رہا ہے اب میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں بھی آپ ہی کی طرح محنت کروں گا اور آنے والے وقت کے لئے پہلے سے تیاری کروں گا۔

سبق

دیکھا بچوں خرگوش میاں نے برائی کا جواب اچھائی سے دے کر پڑوسی خرگوش کو بھی اچھا خرگوش بنا دیا۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی برائی کا جواب کبھی برائی سے نہیں دیں بلکہ اچھے طریقے سے دیں۔

کہانی نمبر ۹

بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ سورہ اسراء آیت ۲۷

شیطان کے بھائی

کتنی مرتبہ کہا ہے کہ جب برش کر رہے ہو اس وقت نل بند کر دیا کرو۔ دیکھو کتنا پانی ضائع ہو رہا ہے صدف نے شافع سے کہا۔

شافع نے پھر بھی نل بند نہیں کیا اور برش کر کے باتھ روم سے باہر آیا۔ ایک تو تم ہر وقت میرے پیچھے پڑی رہتی ہو۔ شافع نے اپنی بہن سے غصے میں کہا۔

صدف شافع کی بڑی بہن تھی صرف دو سال کا فرق تھا اس لیے شافع اس کو بڑی بہن نہیں سمجھتا تھا۔

ارے یہ کیا! پنکھا بھی چل رہا ہے اور اے سی بھی چل رہا ہے، کمپیوٹر بھی آن ہے اور کمرے کی ساری لائٹس بھی آن ہیں، اور شافع صاحب غائب ہیں۔ صدف نے اپنے آپ سے کہا اور پھر جا کر دیکھا تو شافع صاحب بڑے مزے سے ٹی وی لاؤنج میں کارٹون دیکھ رہے تھے۔

بس اب کوئی لیکچر دینے نہیں لگ جانا۔ شافع نے صدف کو آتے دیکھ کر کہا۔

صدف وہاں سے چلی گئی اور کمرے میں آ کر سوچنے لگی کہ شافع کو ان فضول خرچی سے کیسے روکے۔ آجکل امی خالہ کے گھر گئی ہوئی تھیں خالہ کی طبیعت خراب تھی۔ امی کچھ دنوں کے لیے وہاں رک گئی تھیں۔ شافع صاحب کو اور موقع مل گیا تھا اب تو وہ کھانے پینے کی چیزوں کو بھی چھوڑنے لگا تھا۔

چپس کے پیکٹ آدھے کھلے پڑے رہتے، جوس تھوڑا سا پی کر ڈبہ وہیں چھوڑ دیتا تھا۔

بابا! شافع بہت فضول خرچی کرنے لگا ہے۔ میں اس کو بہت سمجھاتی ہوں لیکن وہ میری بات نہیں مانتا۔

صدف نے اپنے ابو کو بتایا.

"اچھا میں دیکھتا ہوں کہ کیا کرنا ہے"، بابا نے جواب دیا۔

"چلو بچو آج رات کھانے کے بعد تم لوگ میرے کمرے میں آجانا مجھے کچھ باتیں کرنی ہیں" آفس سے آنے کے بعد ابو نے صدف اور شافع سے کہا۔

شافع نے گھوم کر صدف کو دیکھا جیسے کہہ رہا ہو کہ میری شکایت لگادی ہو گی؟

رات کو کھانے کے بعد جب دونوں ابو کے کمرے میں آئے تو ابو نے کہنا شروع کیا۔ کہ شافع بیٹا! میں چاہتا ہوں کہ دیکھوں تم مستقبل میں ایک کامیاب انسان ہو یا نہیں؟

کل صبح تم گھر سے باہر جاؤ اور شام تک کچھ بھی رقم کما کر لاؤ۔

دوسری صبح شافع ابو کے ساتھ گھر سے باہر نکل آیا اور سوچنے لگا یہ کونسا مشکل کام ہے۔

گھر سے باہر سخت گرمی تھی۔ شافع سوچ رہا تھا کہ میں کیا کروں؟

وقت گزرتا جا رہا تھا، بھوک اور پیاس سے شدید برا حال تھا۔ گھر کا کھانا اور پانی یاد آ رہا تھا جو وہ چھوڑ دیتا تھا۔ گرمی میں اے سی شدت سے یاد آ رہا تھا کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔

گھر کے قریب ہی ایک بازار لگا ہوا تھا، ایک دو دفعہ جب امی کے ساتھ وہاں گیا تھا تو اس نے دیکھا تھا کہ وہاں پر کچھ بچے لوگوں کا سامان اٹھاتے ہیں تو لوگ ان کو پیسے دیتے ہیں۔ دل تو نہیں چاہ رہا تھا مگر یہ چیلنج قبول کیا تھا، ایک خاتون کو دیکھا کہ ان کے پاس بہت سارا سامان تھا، ان کی مدد کی اور گاڑی تک سامان کو پہنچایا تو انہوں نے کچھ پیسے اس کو دیے۔ اس طرح شافع نے ایک دو لوگوں کے سامان ان کی گاڑی تک پہنچائے اس طرح اس کے پاس کچھ رقم جمع ہو گئی۔ وہ بہت خوش تھا جلدی جلدی گھر پہنچا۔

ابو گھر میں موجود تھے شافع نے خوشی خوشی ابو کو بتایا کہ آج اس نے یہ پیسے کمائے ہیں اور وہ اس نے ابو کے ہاتھ پر رکھے۔ ابو نے پیسے لے کر کھڑکی سے اڑا دیے۔

شافع فورا کھڑکی کی طرف دوڑا، "ارے بابا آپ نے یہ کیا کیا یہ تو میں نے بہت محنت سے کمائے تھے۔"

وہ رونے لگا، ابو وہ پیسے دکھائے جو ابو کے ہاتھ میں تھے۔ شافع کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے اور ابو اس سے آہستہ آہستہ کہہ رہے تھے کہ "دیکھا بیٹا جب محنت سے کمائے ہوئے پیسوں کو فضول خرچی میں اڑایا جاتا ہے تو کتنا افسوس ہوتا ہے اور جب اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو درست طریقے سے استعمال کرنے کے بجائے ان کو ضائع کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو کتنا افسوس ہوتا ہو گا۔

سبق

پیارے بچو فضول خرچی ایک بری عادت ہے۔ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہوتے ہیں۔ اس لیے ہمیں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو درست طریقے سے استعمال کرنا چاہیے اور فضول خرچی نہیں کرنی چاہیے۔

اور جو خدا پر توکل اور بھروسہ کرے گا خدا اس کے لیے کافی ہے۔ سورہ طلاق آیت نمبر ۳

بوڑھا درخت

"آپ اتنے اداس کیوں ہیں؟" بوڑھے درخت سے ایک چھوٹے درخت نے پوچھا۔

بوڑھے درخت نے افسردگی کے ساتھ جواب دیا۔ تم نے دیکھا نہیں کہ میں روز بروز بوڑھا ہوتا جا رہا ہوں۔ میرے پتے بھی گرتے جا رہے ہیں۔

"تو اس میں اداسی کی کیا بات ہے"؟ چھوٹے درخت نے پھر پوچھا "ابھی بہار کا موسم آنے والا ہے، دوبارہ سے پتے نکل آئیں گے"

بوڑھے درخت نے جواب دیا۔ میں اس لیے اداس ہوں کہ اب نئے پتے نہیں نکلیں گے اور اب میرے پاس وہ پرندے بھی نہیں آئیں گے جو یہاں پر گھونسلہ بناتے تھے کیونکہ ان کے گھونسلے بنانے کی جگہ بھی نہیں ہے۔ بوڑھے درخت نے ایک ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہا۔

آہ وہ دن بھی کتنے اچھے تھے جب میری ساری شاخیں پرندوں سے بھری ہوتی تھیں۔ سب پرندے صبح صبح چہچہاتے تو میں کتنا خوش ہوتا تھا لیکن اب میں کسی کے کام کا نہیں ہوں" یہ کہہ کر بوڑھا درخت رونے لگا۔

چھوٹے درخت کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ بوڑھے درخت کو کیسے سمجھائے۔

بوڑھا درخت روزانہ سارے نئے درختوں کو دیکھتا کہ ان کے اوپر پرندے چہچہار ہے ہیں تو اور اداس ہو جاتا اور سوچتا کہ میں تو اب کسی کام کا نہیں رہا ان باتوں کے سوچنے کی وجہ سے وہ کمزور ہوتا جارہا تھا اور ایک طرف جھکنے لگا تھا۔ وہ اللہ تعالی سے روزانہ دعا کرتا کہ کچھ ایسا ہو جائے کہ وہ لوگوں کے کام آسکے اگر پرندوں کے گھونسلے کی جگہ نہیں تو میں کسی اور طریقے سے لوگوں کے کام آسکتا ہوں یہ سوچتے ہوئے پھر اس نے اللہ تعالی سے دعا مانگی کہ اس کے لیے کوئی راستہ بنائیں۔

جنگل میں جہاں پر بوڑھا درخت تھا اس کے قریب ہی ایک چھوٹی سی ندی بہہ رہی تھی لوگوں کو ندی کے دوسری طرف جانے کے لئے بہت دور تک جانا پڑتا تھا۔ ایک صبح جب چھوٹے درخت نے دیکھا تو برابر میں بوڑھا درخت نظر نہ آیا چھوٹے درخت نے جب ادھر ادھر نظر دوڑائی تو دیکھا وہ بوڑھا درخت نیچے گرا ہوا ہے لیکن ایسے گرا ہوا ہے کہ اس کے مضبوط تنے اور شاخوں نے ندی کے اوپر ایک پل بنا لیا تھا۔ وہاں کے لوگ بہت خوش تھے کیونکہ ان کو اب ندی پار کرنے کے لیے دور نہیں جانا پڑتا تھا سب لوگ اس درخت پر سے گزر کے ندی کو پار کر رہے تھے۔ بوڑھا درخت بہت خوش تھا کیوں کہ اس کی دعا

اللہ تعالی نے سن لی تھی اور وہ لوگوں کے کام آرہا تھا بوڑھے درخت نے اللہ تعالی کا شکریہ ادا کیا کہ اللہ تعالی نے اسے لوگوں کی خدمت کے قابل بنا دیا۔

سبق دیکھا بچوں یہ درخت بوڑھا ہونے کے بعد بھی کس طرح لوگوں کے کام آیا۔

اس لئے قرآن میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے جو اللہ تعالی پر بھروسہ کرے گا اللہ تعالی اس کے لیے کافی ہے اور اپنے امام وقت کے جلد ظہور کے لئے جو شخص جو بھی خدمت انجام دے سکتا ہے وہ انجام دے تا کہ اللہ تعالی ہمارے امام علیہ السلام کو جلد از جلد ہم لوگوں کے پاس بھیج دیں آمین۔

تم ایک دوسرے کو طعنہ نہ دو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو۔
سورہ حجرات آیت ۱۱

مذاق اڑانا بری عادت ہے

ارے بونے تم ادھر کیا کر رہے ہو؟ یہ جگہ بونوں کے لیے نہیں ہے اسکول کے باسکٹ بال کورٹ میں عدنان نے یہ کہہ کر زور سے قہقہ مارا اور ساتھ ہی اس کے سارے دوست بھی زور زور سے ہنسنے لگے۔

ہادی کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور وہاں سے ہٹ گیا۔

ہادی اور عدنان ایک ہی اسکول میں پڑھتے تھے۔ ہادی ایک بہت اچھا بچہ تھا لیکن اس کا قد عام بچوں کے مقابلے میں تھوڑا چھوٹا تھا اس لیے وہ اپنی کلاس میں سب سے چھوٹا نظر آتا تھا۔ عدنان اور اس کے دوستوں کا یہ پسندیدہ مشغلہ تھا کہ وہ سارے بچوں کو ان کے مختلف ناموں سے بلا کر ان کا مذاق اڑاتے تھے۔ کسی کو موٹو کسی کو چشماٹو کسی کو چھوٹو کہہ کر بلاتے۔ اس بات پر ان لوگوں کو ٹیچرز سے ڈانٹ بھی پڑتی مگر وہ لوگ ان حرکتوں سے باز نہیں آتے تھے۔

آج تو حد ہی ہوگئی جب ہادی باسکٹ بال کھیلنے کے لئے آیا تو عدنان اور اس کے دوستوں نے اس کے قد کا مذاق اڑایا۔

"امی میں کل اسکول نہیں جاؤں گا۔ہادی نے اپنا اسکول بیگ ایک طرف رکھتے ہوئے اپنی امی سے کہا۔

"کیوں بیٹا ایسی کیا بات ہوگئی آپ تو ایک بہت محنتی اور اچھے بچے "۔امی نے حیرت سے پوچھا۔

ہادی رونے لگا اور کہنے لگا۔امی میرا قد اتنا چھوٹا کیوں ہے؟ سب بچے میرا مذاق اڑاتے ہیں۔ میں اپنی کلاس میں سب سے چھوٹا لگتا ہوں۔

امی کے کہنے پر اس نے آج کا پورا واقعہ امی کو سنایا۔امی نے ہادی کو پیار کرتے ہوئے کہا" جاؤ پہلے منہ ہاتھ دھولو میں تمہارے لیے کھانا لاتی ہوں"۔

کھانے کے بعد ہادی امی کے ساتھ ہی امی کے کمرے میں آگیا۔

امی نے پیار سے ہادی کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"یہ بتایئے کہ آپ کو کس نے بنایا ہے؟"

"اللہ تعالیٰ نے "ہادی نے جواب دیا۔

امی نے پھر پوچھا کہ "آپ کا قد کس نے بنایا ہے"؟

ہادی نے جواب دیا" اللہ تعالی نے"۔

پھر امی نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا قد لمبا ہو یا چھوٹا وہ خود تو اس کو نہیں بناتا۔اس کو تو اللہ تعالی بناتا ہے۔اور جو لوگ آپ کے چھوٹے قد پر آپ کا مذاق اڑاتے ہیں وہ دراصل معلوم ہے کس کا مذاق اڑاتے ہیں؟"

ہادی نے جواب دیا" اللہ میاں کا"۔

"جی میرے پیارے بیٹے میں یہی بات آپ کو سمجھانا چاہ رہی تھی کہ جو لوگ بھی کسی انسان کے قد کا، رنگ کا، یا اس کے جسم کا کسی بھی کمی کا مذاق اڑاتے ہیں وہ دراصل اللہ تعالی کا مذاق اڑاتے ہیں۔" امی نے ہادی کو پیار کرتے ہوئے بتایا کہ انسان کے جسمانی قد کے چھوٹا ہونے سے کچھ نہیں ہوتا اس کا اصل اس کے کردار سے بڑا ہوتا ہے"

ہادی نے آنسو پونچھتے ہوئے امی سے پوچھا۔ "امی کردار سے کیسے بڑے ہوتے ہیں؟"

امی نے جواب دیا جب انسان سارے کام اللہ تعالی کی خوشنودی کے لئے اور اپنے وقت کے امام کو راضی رکھنے کے لیے کرتا ہے تو وہ انسان بہت با اخلاق ہوتا ہے سب اس کو پسند کرتے ہیں۔ یہی کردار کی بلندی ہے۔

ہادی بڑے غور سے امی کی باتیں سن رہا تھا۔ امی کہہ رہی تھیں۔

"جب آپ دل لگا کر پڑھیں گے, اساتذہ کی عزت کریں گے، والدین کی عزت کریں گے, سب سے اخلاق سے پیش آئیں گے تو آپ ہر جگہ کامیاب ہوں گے۔"

ہادی کی سمجھ میں سب کچھ آگیا تھا۔ اس نے امی سے وعدہ کیا کہ وہ اب کبھی بھی ان باتوں پر افسردہ نہیں ہوگا اور اب وہ اپنے اللہ تعالی اور اپنے وقت کے امام کو خوش کرنے کے لئے اور اچھے کام کرے گا۔

اس طرح ہادی جو ایک بہت ہی اچھا بچہ تھا اب اور بھی اچھا بچہ بن گیا سارے اسکول میں سب لوگ اس کو پسند کرنے لگے۔

عدنان اور اس کے گروپ کے لڑکوں کی شکایتیں مستقل آرہی تھیں لہذا ان لوگوں کو اسکول سے نکال دیا گیا۔

سبق

دیکھا بچو! کسی کا غلط نام رکھنا یا مذاق اڑانا کتنی بری بات ہے جو لوگ ایسا کرتے ہیں ان سے اللہ تعالی کے ساتھ ساتھ ہمارے وقت کے امام علیہ السلام بھی ناراض ہو جاتے ہیں۔ اور آپ کو معلوم ہے اگر وقت کے امام علیہ السلام ناراض ہو جائیں گے تو وہ اپنی فوج میں ایسے بچوں کو شامل نہیں کریں گے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم ایک دوسرے کو اچھے ناموں کے ساتھ پکاریں اور کبھی کسی کا مذاق نہیں اڑائیں۔

کہواے پروردگار میرے علم میں اضافہ فرما۔ سورہ طٰہٰ آیت ۱۱۴

کہانی نمبر ۱۲

بہترین خواب

" کمیل ادھر آؤ"! امی کی آواز آئی تو کمیل دوڑتا ہوا امی کے پاس پہنچا۔

"جی امی"۔

" کمیل تم نے اپنی کتابوں اور کاپیوں کی کیا حالت بنا رکھی ہے"؟ امی نے غصے سے کہا۔

کمیل کو نئی کلاس میں گئے ہوئے ابھی دو مہینے ہی ہوئے تھے۔ اور اس کی کاپیوں اور کتابوں کی بری حالت تھی۔

"یہ دیکھو یہ تم نے کیا حال بنا رکھا ہے"۔

امی بیگ سے کتابیں، کاپیاں اور جیومیٹری باکس نکال کر دکھا رہی تھیں۔ کاپیوں کے صفحے پھٹے ہوئے تھے، کتابوں کی جلد پھٹی ہوئی

تھی اور اس پر جگہ جگہ روشنائی کے دھبے لگے ہوئے تھے۔ جیومیٹری باکس کی تمام چیزیں ٹوٹی ہوئی تھیں۔

"تمہارے لئے اب کوئی چیز نہیں آئے گی, انہیں چیزوں سے پورا سال گزارنا" امی غصے میں کہہ کر کمرے سے چلی گئیں۔

کمیل نے جلدی جلدی سارا سامان بیگ میں ڈالا اور سوچنے لگا کہ ابھی امی کو غصہ آرہا ہے تھوڑی دیر بعد ان کو منالوں گا۔

یہ سوچ کر وہ وہیں بستر پر لیٹ گیا اور کہانی کی کتاب پڑھنے لگا۔

"ارے یہ کیا" اچانک زور زور سے چیزوں کے گرنے کی آوازیں آنے لگیں۔ وہ گھبرا کر فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا۔

اس نے دیکھا کہ اس کے بیگ سے ساری چیزیں خود نکل رہی ہیں اور سب غصے میں کمیل کی طرف آرہی ہیں۔

کمال ڈر گیا اور اپنے آپ کو بچانے کے لیے جلدی سے پردے کے پیچھے چھپنے لگا۔

کمیل نے دیکھا کہ سب سے آگے آگے اس کے پین اور پینسل ہیں جس کو اس نے توڑ دیا تھا وہ غصے میں اس کی طرف دیکھ رہے تھے اور کہہ رہے تھے اب ہم کبھی بھی تمہارے پاس نہیں رہیں گے اور تمہاری کوئی مدد نہیں کریں گے تم نے ہمارا برا حال کر دیا ہے۔

دوسری طرف کتابیں اور کاپیاں بھی اڑتی ہوئی کھڑکی سے باہر جا رہی تھیں۔ کمیل نے ان کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن وہ تیزی سے اڑ کر باہر نکل گئیں وہ باہر جاتے ہوئے کہہ رہی تھیں کہ "ہم تمہارے پاس نہیں رہیں گے تم ایک غیر ذمہ دار بچے ہو تم نے ہمارا بالکل خیال نہیں رکھا۔"

کمیل جلدی سے بیگ کی طرف بڑھا کہ جو چیزیں بیگ میں ہیں ان کو پکڑ لے مگر بیگ میں اب صرف ٹوٹا ہوا اسکیل تھا۔ اس نے باہر آکر کمیل کی پٹائی شروع کر دی۔

"مجھے مت مارو، مجھے مت مارو"۔ کمیل زور سے چلانے لگا۔

"میں اب تم سب کا خیال رکھوں گا" کمیل زور زور سے بول رہا تھا۔

کمیل کی آواز سن کر امی کمرے میں داخل ہوئیں تو دیکھا کہ کمیل بستر پر لیٹا ہوا زور زور سے یہ جملے کہہ رہا ہے۔

امی نے کمیل کو ہلایا، "کیا ہوا کمیل بیٹا"؟

کمیل نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا سامنے امی کھڑی تھیں۔ اس نے اپنی میز کی طرف دیکھا تو اس کا بیگ وہیں رکھا تھا۔ کمیل نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ یہ ایک خواب تھا۔

"تم شاید خواب میں ڈر گئے ہو" امی نے کہا۔

"جی شاید ایسا ہی ہوا ہے"۔

امی نے اس کو پانی پلایا۔

کمیل کے اس خواب نے اس کو بدل دیا اس نے اپنے آپ سے وعدہ کیا کہ وہ اب ذمہ دار بچہ بنے گا اور اپنی چیزوں کی حفاظت کرے گا کیونکہ یہ تمام چیزیں علم حاصل کرنے میں اس کی مددگار ہیں۔

سبق

پیارے بچو علم حاصل کرنا اور اس میں اضافے کی دعا کرنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ علم حاصل کرنے والوں کو اللہ تعالی بھی پسند کرتا ہے اور امام زمانہ علیہ السلام بھی بہت پسند کرتے ہیں۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ ضروری ہے اپنی تمام چیزوں کی حفاظت کی جائے۔ اور ایک ذمہ دار انسان بنا جائے کیونکہ امام زمانہ علیہ السلام کا دوست بننے کے لیے ذمہ دار بننا بہت ضروری ہے تاکہ امام علیہ السلام ہمارا نام اپنے ناصروں میں شامل کریں۔

خدا بہت زیادہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ سورہ بقرہ آیت ۲۲۲

کہانی نمبر ۱۴

توبہ کی طاقت

"بچو! آج کی ایکٹیوٹی کے لیے ہم سب باہر گارڈن میں چلتے ہیں۔"
مس فاطمہ کی یہ بات سن کر سارے بچے خوش ہو گئے۔
مس فاطمہ تھیں تو اسلامیات کی ٹیچر لیکن وہ ایکٹیویٹیز کے ذریعے بچوں کو سبق ایسے سمجھاتی تھیں جس سے بچوں کو وہ سبق بہت اچھی طرح یاد ہو جاتے تھے اور بچے خوش بھی ہوتے تھے۔

گارڈن میں آتے ہیں سارے بچے اس میز کی طرف بڑھے جہاں پر مس فاطمہ نے کچھ سامان رکھا ہوا تھا۔

"آپ سب لوگ یہاں پر بیٹھ جائیں"۔

"اس ایکٹیویٹی سے پہلے میں آپ لوگوں سے کچھ سوالات کروں گی"۔

مس فاطمہ نے تمام بچوں سے کہا۔

سارے بچے گھاس پر بیٹھ گئے۔ میز پر ایک شیشے کا جگ اور ایک گلاس رکھا ہوا تھا۔ دونوں میں صاف پانی بھرا ہوا تھا۔

آپ لوگوں کو اس جگ اور گلاس میں کیا نظر آرہا ہے؟"

مس فاطمہ نے بچوں سے پوچھا.

سب بچوں نے جواب دیا" ان دونوں میں صاف پانی بھرا ہوا ہے"۔

مس فاطمہ نے پھر گلاس میں کوئی چیز ڈالی جس کی وجہ سے اس پانی کا رنگ کالا ہو گیا۔

"اب اس کا پانی کیسا نظر آرہا ہے؟"

مس فاطمہ نے پھر بچوں سے پوچھا۔

"مس اس کا پانی تو گندا ہو گیا"۔ سارے بچوں نے مل کر جواب دیا۔

"کیا یہ پانی دوبارہ سے صاف ہو سکتا ہے؟" مس فاطمہ نے بچوں سے پوچھا۔

سارے بچوں نے جواب دیا نہیں۔

"اس کو دوبارہ صاف کرنا ہے بتایئے کیسے کریں گے؟" مس فاطمہ نے ایک مرتبہ پھر بچوں سے پوچھا۔

فضہ نے ہاتھ اٹھا کر کہا" مس میں بتاؤں اس پانی کو پھینک کر دوسرا پانی بھر لیتے ہیں"۔

مس فاطمہ ہنسنے لگیں اور کہنے لگیں 'بیٹا اسی پانی کو دوبارہ صاف کرنا ہے اس کو پھینکنا نہیں ہے۔" سارے بچے کہنے لگے "مس آپ بتائیں۔

مس فاطمہ نے کہا آج کی ایکٹیوٹی میں یہی بتانا ہے کہ یہ گندا پانی کیسے صاف ہو گا؟

پھر اُس نے جگ سے جس میں صاف پانی تھا اس گلاس میں ڈالنا شروع کر دیا جس میں کالا پانی تھا۔ گلاس سے کالا پانی باہر نکل کر گرنے لگا۔ مس فاطمہ جگ سے پانی ڈالتی گئیں اور وہ کالا پانی باہر گرتا رہا اور گلاس کے اندر صاف پانی بھرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد سارا کالا پانی باہر نکل چکا تھا اور اس گلاس میں دوبارہ سے صاف پانی بھر گیا۔

بچے یہ دیکھ کر خوشی سے تالیاں بجانے لگے۔

مس فاطمہ نے کہنا شروع کیا۔

"پیارے بچو! کچھ دن پہلے بھی ہم نے ایک ایکٹیویٹی کی تھی جس میں ہم نے سیکھا تھا کہ گناہ کرنے سے ہمارے دل سیاہ ہو جاتے ہیں۔ اور آپ لوگوں نے یہ سوال کیا تھا کیا یہ دل دوبارہ سے صاف نہیں ہو سکتے؟ آج کی یہ ایکٹیویٹی اسی کا جواب ہے۔

کہ یہ دل دوبارہ سے صاف ہو سکتے ہیں لیکن کس طرح؟

جس طرح اس گلاس کے کالے پانی کو جگ کے صاف پانی نے صاف کر دیا۔ لیکن جگ سے اس وقت تک پانی ڈالتے رہے جب تک گلاس سے سارا کالا پانی باہر نکل کر گر نہیں گیا۔ اس طرح گلاس کا پانی دوبارہ سے صاف ہو گیا۔

بالکل اسی طرح اگر گناہ کرنے پر سچے دل سے توبہ کر لی جائے اور پھر اس کام کو دوبارہ انجام نہ دیا جائے تو توبہ کرنے سے یہ بالکل صاف ہونے لگتا ہے۔

اس طرح جب ہم اللہ تعالی سے اپنے کیے ہوئے غلط کاموں پر شرمندہ ہوتے ہیں اور اس سے توبہ کرتے ہیں تو اللہ تعالی ہمیں معاف کر دیتا ہے اور ہمارا دل دوبارہ سے صاف ہو جاتا ہے۔

اور آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ دل اللہ تعالی کا گھر ہوتا ہے اور اگر یہ گندا ہو جائے تو پھر اس میں اللہ میاں نہیں رہتے تو ہمیں اس گھر کو صاف رکھنا چاہیے۔

سارے بچوں کو یہ ایکٹیویٹی بہت پسند آئی سب نے مس فاطمہ سے وعدہ کیا کہ ہم کبھی بھی اللہ تعالی کے اس گھر کو گندا نہیں ہونے دیں گے۔

سبق

دیکھا پیارے بچوں

اول تو ہمیں کبھی ایسے کام نہیں کرنے چاہیں جن سے ہمارا دل گندہ ہو جائے۔ اور اگر کبھی غلطی سے کوئی خراب کام کر لیں تو اس کے لئے فورا توبہ کرنی چاہیے اور وہ بھی ایسی توبہ کے اس کے بعد یہ کام کبھی انجام نہیں دیں۔ ایسے توبہ کرنے والوں کو اللہ تعالی بھی پسند کرتا ہے اور ہمارے امام زمانہ علیہ السلام بھی ایسے بچوں کو پسند کرتے ہیں جو اپنے غلط کاموں پر شرمندہ ہو کر سچے دل سے توبہ کرتے ہیں۔

اور (جو کچھ کہنا سننا ہو تو) بہت ادب سے کہا کرو   سورہ بنی اسرائیل آیت ۲۳

والدین کا احترام

"علی بیٹا کیا کر رہے ہو؟" امی کی آواز آئی۔

علی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا "امی کارٹون فلم دیکھ رہا ہوں"۔

امی نے کہا کہ اتنی دیر سے کہہ رہی ہوں جاؤ جا کر اپنی سائیکل کے ٹائر میں ہوا بھروالو کل اسکول جانے میں مشکل ہوگی"

علی کا اسکول گھر سے قریب ہی تھا اور وہ اپنی سائیکل پر چلا جاتا تھا۔ سائیکل کے دونوں ٹائر پنکچر تھے۔ اس لیے امی کئی بار کہہ چکی تھیں کہ یہ کام ابھی کرلو۔

"یہ کارٹون فلم ختم ہو جائے تو چلا جاؤں گا۔ ویسے بھی کل اسکول والے پکنک پر جا رہے ہیں اس لیے صبح بہت جلدی نہیں جانا"۔ یہ کہہ کر وہ دوبارہ فلم دیکھنے لگا۔

جی امی کہہ کر علی کمرے کی طرف بڑھا مگر سامان ٹیبل پر چھوڑ کر دوست سے فون پر بات کرنے لگا۔ دوست کہہ رہا تھا کہ سر نے کہا ہے جو ایک منٹ بھی دیر سے آیا اس کو چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ علی نے کہا "میری پوری تیاری ہے تم فکر نہ کرو میں سب سے پہلے اسکول پہنچوں گا۔"

امی اپنے کاموں میں لگی ہوئی تھیں۔ جب کمرے میں آئیں تو دیکھا علی وہیں لیٹے لیٹے سو رہا ہے۔ امی نے اس کو اٹھا کر کہا" جاؤ ورنہ دکان بند ہو جائے گی"۔ امی کے کمرے سے جاتے ہی وہ دوبارہ لیٹ گیا۔

مغرب کی اذان کے ساتھ آنکھ کھلی تو علی چھلانگ لگا کر اٹھا۔ ارے اب تو بہت دیر ہو گئی۔ سائیکل لے کر باہر بھاگا تو دیکھا دکان والا جا چکا تھا۔

کوئی بات نہیں، میں صبح اسکول پیدل چلا جاؤں گا۔ یہ کہتے ہوئے گھر میں واپس آکر سائیکل ایک طرف کھڑی کر دی اور پھر ٹی وی کے سامنے بیٹھ گیا۔

امی نے آواز لگائی کہ نماز کو وقت پر پڑھ لو۔

جی اچھا کہہ کر پھر نہیں اٹھا تو امی نے آکر ٹی وی بند کر دیا۔

علی کتنی دفعہ کہہ چکی ہوں کہ اپنے کاموں کو وقت پر کرنے کی عادت ڈالو" امی نے کہا۔

"لیکن میرے سارے کام تو ہو جاتے ہیں علی نے بڑے فخر سے جواب دیا"۔

"ہو جاتے ہیں مگر کیسے ہوتے ہیں اور کتنی دیر میں یہ تم کو معلوم ہے؟" امی نے کہا۔

چلو خیر! کل اسکول میں پکنک کے لیے ناشتے کا سامان لے آئی ہوں اسے بیگ میں رکھ لو۔

علی رات کو کھانے کے بعد بہت دیر تک کارٹون دیکھ رہا تھا اس لیے الارم لگانا بھی بھول گیا۔ صبح جب امی نے نماز کے لئے اٹھایا تو بڑی مشکلوں سے اٹھ کر آیا اور پھر کہنے لگا ابھی تو بہت ٹائم ہے لہذا پھر سو گیا۔

امی بہت تھکی ہوئی تھیں اس لئے وہ بھی سونے کے لئے لیٹ گئیں۔

اچانک امی کی آنکھ کھلی تو دیکھا نو بجنے میں صرف پندرہ منٹ رہ گئے تھے۔ امی نے جلدی سے آکر علی کو اٹھایا اور ناشتہ بنانے کچن میں چلی گئیں۔

علی نے جلدی جلدی یونیفارم پہنا، جوتے پہنے اور بیگ میں سامان ڈالا اور باہر کی طرف بھاگا۔

" ارے کچھ کھا کر جاؤ" امی نے آواز لگائی۔

لیکن علی کو دیر ہو رہی تھی، اس نے امی کی بات کا جواب بھی نہیں دیا اور تیزی سے باہر دوڑا۔
جیسے ہی سائیکل کی طرف بڑھا تو یاد آیا کہ سائیکل کے ٹائر پنکچر ہیں۔
وقت بہت کم تھا علی نے دوڑ لگائی تا کہ جلدی سے اسکول پہنچ جائے۔

مگر جلدی میں جوتوں کے لیس بھی نہیں باندھے تھے۔ اس وجہ سے ان میں پھنس کر زمین پر گر گیا۔ سارا یونیفارم گندا ہو گیا اور بیگ میں سے ساری چیزیں زمین پر بکھر گئیں کیونکہ جلدی میں بیگ کی زپ بھی بند نہیں کی تھی۔

جلدی جلدی چیزیں سمیٹ کر اسکول کے گیٹ پر پہنچا تو دیکھا اسکول کا چوکیدار دروازہ بند کر رہا تھا۔ علی کو دیکھ کر اس نے کہا کہ اسکول کی بسیں تو دس منٹ پہلے جاچکی ہیں۔

یہ سنتے ہی علی کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اس پکنک کے دن کا انتظار تو وہ کب سے کر رہا تھا۔ لیکن امی کی باتیں نہ ماننے اور ان کی باتوں پر توجہ نہ دینے کی وجہ سے آج وہ پکنک پر نہ جاسکا۔

سبق

پیارے بچو! ہمیں اپنے امی ابو کی باتوں کو دھیان سے سننا چاہیے اور ان کی باتوں کو ماننا چاہیے۔ کیونکہ وہ ہمارے فائدے کے لیے ہمیں سمجھاتے ہیں۔

اپنے والدین کی باتوں پر عمل کرنے سے ہم اپنے امام زمانہ علیہ السلام کی باتوں کو بھی ماننا سیکھیں گے۔ اور امام زمانہ علیہ السلام کے دوستوں میں شامل ہو سکیں گے۔ کیوں کے والدین کا احترام نہ کرنے والے کو نہ اللہ تعالی پسند کرتا ہے اور نہ ہی ہمارے امام زمانہ علیہ السلام پسند کرتے ہیں۔

انسان جو کوشش کرتا ہے وہی پاتا ہے۔ سورہ النجم آیت ۳۹

کہانی نمبر ۱۵

مریم اور دادا ابو

دادا ابو آپ اتنے سارے کام اتنی آسانی سے اور اتنی جلدی کیسے کر لیتے ہیں؟ ہم سے تو یہ کام کبھی بھی نہیں ہو سکتے" مریم نے اپنے دادا ابو سے کہا.

مریم کے دادا ابو ایک بہت محنتی انسان تھے اور وہ کوئی کام کرنے سے نہیں گھبراتے تھے اور جوانوں سے زیادہ محنت کرتے تھے۔

مریم کے سوال پر دادا ابو مسکرائے اور انہوں نے کہا" جب کسی کام کو شوق اور لگن سے کیا جاتا ہے تو اس میں کبھی تھکن نہیں ہوتی اور وہ کام مشکل ہی نہیں لگتا۔ اس کے علاوہ سب سے اہم بات یہ ہے کہ کام کو مسلسل کرنے والے انسان کے لئے کام کبھی بھی مشکل نہیں ہوتا۔"

مریم نے پوچھا۔ وہ کیسے؟

مریم کے دادا نے مریم کو سمجھانے کے لیے ایک کہانی سنائی جو ان کے والد نے ان کو بچپن میں سنائی تھی۔ مریم دلچسپی سے کہانی سننے لگی۔

مریم کے دادا نے بتایا ایک زمانے میں ایک گاؤں میں ایک چھوٹا سا بچہ دینو اپنے امی ابو کے ساتھ رہتا تھا۔ ان کے گھر گائے کا ایک چھوٹا بچہ تھا۔ دینو کو گائے کے بچے سے بہت محبت تھی۔ وہ گائے کے چھوٹے بچے کے ساتھ کھیلتا اور اس کو اٹھا کر پہاڑ پر چڑھ جاتا تھا۔ جہاں پر ہری ہری گھاس اگی ہوئی تھی وہ گائے کا بچہ وہاں پر گھاس کھاتا اور دونوں وہاں پر کھیلتے۔ یہ دونوں کا روز کا معمول تھا۔

آہستہ آہستہ وقت گزرتا گیا۔ دینو بھی بڑا ہوتا گیا اور گائے کا بچہ بھی۔ لیکن دونوں کا روزانہ کا یہی معمول رہا۔ اسی طرح دینو کو گائے کے بچے کے وزن کو اٹھانا مشکل نہیں لگتا تھا کیونکہ وہ اس کو روزانہ اٹھاتا تھا۔

جبکہ گائے کا بچہ بڑا ہو گیا تھا اور وہ خود سے چل کر دینو کے ساتھ جاتا لیکن کبھی کبھار محبت میں دینو اس بچھڑے کو گود میں اٹھا کر پہاڑ پر چڑھ جاتا۔

ایک دن وہ جب اسی طرح بچھڑے کو اٹھا کر پہاڑ پر چڑھ رہا تھا تو شہر سے آئے ہوئے کچھ لوگوں نے دیکھا۔ ان کو بڑی حیرت ہوئی کہ ایک بچے نے کیسے گائے کے اس بچے کو اٹھایا ہوا ہے جو کافی بڑا اور وزنی ہے۔

جب انہوں نے دینو سے پوچھا کہ تم کیسے اس کے وزن کو اٹھا کر پہاڑ پر چڑھ جاتے ہو؟

اس کے وزن سے کوئی مشکل نہیں ہوتی۔ یہ تو بہت بھاری ہے تم اتنا وزن کیسے اٹھا لیتے ہو؟

دینو نے ان لوگوں کو حیرت سے دیکھا اور کہنے لگا۔

مجھے تو یہ بھاری نہیں لگتا۔

"تو کیا وہ بھاری نہیں تھا"؟ مریم نے دادا سے سوال کیا۔

دادا نے جواب دیا' نہیں ایسا نہیں تھا وہ گائے کا بچہ بھاری تو تھا لیکن دینو اس کو روزانہ اٹھاتا تھا لہذا آہستہ آہستہ جب اس کا وزن بڑھنے لگا تو دینو کو محسوس ہی نہیں ہوا۔

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمیں کسی چیز کی عادت پڑ جائے وہ کام ہمیں مشکل نہیں لگتا" مریم نے دادا ابو کی کہانی کو سمجھتے ہوئے کہا۔

"ارے ہماری بیٹی تو بہت عقلمند ہو گئی ہے" دادا ابو نے مریم کو پیار کرتے ہوئے کہا۔

اب مریم کی سمجھ میں آگیا تھا کہ اس کے دادا ابو کیوں نہیں تھکتے۔

اس کے بعد مریم نے بھی دادا ابو سے وعدہ کیا کہ وہ بھی اپنے کاموں کو ہمیشہ شوق اور لگن سے کرے گی۔ تاکہ اس کو کبھی تھکن نہ ہو اور ان کاموں کو کرنے میں اس کو مزا آئے۔

سبق

پیارے بچو! جو کام بھی شوق اور لگن سے مسلسل کیا جاتا ہے وہ کبھی بھی مشکل نہیں لگتا۔ اسی لیے ہمارے اللہ میاں بھی ہم سے یہی چاہتے ہیں کہ اچھے کاموں کو اس طرح کیا جائے کہ وہ ہمیں مشکل نہ لگیں۔

جب ہم روز ان کاموں کو کریں گے، مثلاً صبح اٹھ کر نماز پڑھنا، دعائے سلامتی امام زمانہ علیہ السلام پڑھنا۔ اسکول شوق سے جانا، جب ہم سارے نیکی کے کاموں کو شوق سے انجام دیں گے تو اس طرح ہم اپنے وقت کے امام علیہ السلام کے ظہور میں تعجیل کا سبب بنیں گے ان شاء اللہ۔

خدا تو سچ اور جھوٹ بولنے والوں کو جانتا اور پہچانتا ہے۔ سورہ النساء آیت ۸۷

کہانی نمبر ۱۶

جھوٹ کا انجام

آج پھر پرنسپل صاحبہ کے کمرے سے زور زور سے ڈانٹنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ ایک مرتبہ پھر کشف پرنسپل کے کمرے میں کھڑی ڈانٹ سن رہی تھی۔

اسکول کی تمام بچیوں کو معلوم تھا کہ یہ روزانہ کی بات ہے۔ کسی نہ کسی بات پر کشف کو ڈانٹ پڑرہی ہوتی تھی تھی لیکن آج تو حد ہی ہوگئی تھی۔

واقعہ کچھ یوں تھا کہ آج مس حرا کی سالگرہ تھی۔ ثناجو آٹھویں جماعت کی طالبہ تھی۔ وہ مس حرا کے لئے گفٹ لائی تھی کہ جب مس کا پیریڈ ہو گا تو وہ ان کو یہ گفٹ دے گی۔ اس کو مس حرا بہت پسند تھیں۔

لیکن جب اس نے اپنا بیگ کھولا تو وہ گفٹ غائب تھا۔ وہ بڑی پریشان ہوئی۔ اس نے اپنی ٹیچر بھی بتایا۔ سب دوستوں نے کلاس میں تلاش کیا کہ شاید کسی نے شرارت کی ہو لیکن وہ گفٹ نہیں ملا۔

بریک کا وقت ہو گیا اور مس حرا اسٹاف روم میں آ گئیں۔

اسٹاف روم میں مس ندا ایک گفٹ دکھا کر بتا رہی تھیں کہ آج کشف نے مجھے یہ گفٹ دیتے ہوئے کہا۔ یہ میں آپ کے لئے لائی ہوں۔ آپ مجھے بہت اچھی لگتی ہیں۔ میں نہیں لے رہی تھی مگر وہ بہت ضد کرنے لگی تو فی الحال میں نے لے لیا۔

مس حرا نے جیسے ہی یہ سنا تو انہوں نے نے مس ندا کو اپنی کلاس کا واقعہ سنایا کہ اس طرح ان کی کلاس میں سے ایک گفٹ غائب ہوا ہے۔ تمام ٹیچرز نے یہ فیصلہ کیا کہ ثنا کو بلا کر یہ دکھایا جائے۔

جب ثنا کو بلا کر دکھایا گیا تو اس نے بتایا کہ جی یہی گفٹ میں لے کر آئی تھی۔

تھوڑی دیر کے بعد کشف پرنسپل کے کمرے میں موجود تھی۔

"جی بیٹا کشف آج آپ نے مس ندا کو گفٹ دیا ہے؟" پرنسپل صاحبہ نے پوچھا۔

"جی میڈم وہ مجھے بہت اچھی لگتی ہیں۔ اس لئے آج میں نے ان کو ایک گفٹ دیا ہے"۔ کشف نے جواب دیا۔

"اچھا بیٹا یہ بتایئے کہ کس گفٹ کو خریدنے کے لئے آپ نے امی کو بتایا تھا"؟ پرنسپل صاحبہ نے پھر سوال کیا۔

"کشف بیٹا ہمارے اسکول کی پالیسی یہ نہیں ہے کہ بچوں سے گفٹ لیے جائیں۔ اس لیے میں آپ کی امی کو فون کر رہی ہوں کہ وہ آ کر اس گفٹ کو لے جائیں"۔ پرنسپل صاحبہ نے کشف سے کہا۔

"جی میڈم میری امی نے خود مجھے پیسے دیے تھے"۔ کشف نے بڑے اعتماد سے جواب دیا"۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ میری مس کی سالگرہ گزر چکی ہے۔ مجھے گفٹ دینا ہے تو میری امی نے خود مجھے پیسے دیے تھے اور اپنے بابا کے ساتھ جا کر میں یہ گفٹ لائی تھی۔"

"نہیں نہیں میڈم ان کو نہ بلائیں میں خود لے جاؤں گی"۔ کشف نے گھبرا کر کہا۔

"لیکن مجھے ان کو بتانا ہے کہ آئندہ کبھی اس طرح ہو تو مجھ سے ضرور پوچھیں"۔ پرنسپل صاحبہ نے جواب دیا۔

اب کشف مزید گھبرا گئی اور رونے لگی، میڈم پلیز امی کو نہ بلائیں۔ "تو تم سچ سچ بتا دو کہ یہ گفٹ تم نے کہاں سے لیا ہے"۔ میڈم نے کشف سے کہا۔ کشف اور رونے لگی، میڈم میں یہ گفٹ خود لائی تھی۔

کشف رونا بند کر دو اور سچ سچ بتادو کہ یہ گفٹ تم نے ثنا کے بیگ سے کب اور کیوں نکالا؟

"اگر تم نہیں بتاؤ گی تو میں تمہاری امی کو فون کر رہی ہوں"۔ پرنسپل صاحبہ نے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

کشف زور زور سے رونے لگی۔ میڈم پلیز میری امی کو نہیں بلایئے گا میں بتاتی ہوں"۔ یہ میں نے صبح اسکول آتے ہوئے سیڑھیوں پر پڑے ہوئے دیکھا تھا تو اٹھالیا"۔ کشف نے ایک مرتبہ اور جھوٹ بولا۔

میڈم نے ثنا کو بلوایا کہ شاید اس کا گفٹ بیگ سے گر گیا ہو۔

ثنا نے کہا" میڈم یہ گفٹ میرے بیگ میں تھا۔ میں نے کلاس میں اپنی سہلیوں کو بھی دکھایا تھا۔

پرنسپل صاحبہ نے ثنا کو واپس کلاس میں بھیج دیا۔

تھوڑی دیر بعد کشف کی امی اسکول آگئیں۔ جب ان کو سارا واقعہ سنایا گیا تو وہ بہت شرمندہ ہوئیں۔ انھوں نے کشف کو ڈانٹنا شروع کر دیا۔

پرنسپل صاحبہ نے ان کو روکا اور کہا "ب ہم مزید کشف کو اس اسکول میں نہیں رکھ سکتے۔ آپ کشف کو اپنے ساتھ گھر لے جائیں"۔

سبق

دیکھا بچو! جھوٹ بولنا کتنی بری بات ہے۔ اسی لئے تو جھوٹ کو تمام برائیوں کی چابی کہا جاتا ہے۔ جب انسان ایک مرتبہ جھوٹ بولتا ہے تو پھر اس جھوٹ کو صحیح ثابت کرنے کے لئے اس کو اور جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ اس طرح وہ سارے برے کام کرنے لگتا ہے۔

اللہ میاں جھوٹ بولنے والوں کو بالکل بھی پسند نہیں کرتے۔ اور ہمارے امام زمانہ علیہ السلام ایسے تمام لوگوں سے ناراض ہوتے ہیں جو مذاق میں بھی جھوٹ بولتے ہیں۔

اگر تم شکر کرو گے تو تمہاری نعمتوں میں اضافہ کریں گے۔ سورہ ابراہیم آیت ۷

کہانی نمبر ۱۷

شکر' نعمتوں میں اضافے کا راز

دیکھو تم نے پھر روٹی کا ٹکڑا نیچے پھینک دیا یہ اچھی بات نہیں"۔

چڑیا بی نے کوے صاحب سے کہا اور روٹی کو اٹھا کر ایک جگہ پر رکھ دیا۔

"تم مجھے ہر وقت نصیحت نہ کیا کرو ہر وقت کہتی رہتی ہو ایسے نہ کرو ویسے نہ کرو"۔

کوے نے غصے سے چڑیا بی سے کہا۔

"مجھے نہیں کھانی یہ روٹی، یہ بھی کوئی کھانا ہے"۔

کوے صاحب نے ناشکری سے کہا۔

چڑیا بی خاموشی سے اپنے گھونسلے میں آ گئی۔ جہاں پر اس کے بچے اس کا انتظار کر رہے تھے اور وہ ان لوگوں کے لئے دانہ لے کر آئی تھی۔

جنگل میں ایک درخت پر چڑیا کا گھونسلہ تھا۔ وہیں پر ایک کوے صاحب نے بھی اپنا گھر بنایا ہوا تھا۔ دن بھر کوے صاحب کا ایک ہی کام تھا۔ ہر وقت وہ اللہ میاں سے شکایتیں کرتا رہتا۔

جبکہ چڑیا بی روزانہ صبح سویرے۔ اٹھ کر اللہ تعالی کی تسبیح کرتی اور پھر دانے کی تلاش میں نکل جاتی۔ جو دانہ ملتا اس کو اپنے بچوں کو کھلاتی اور اللہ تعالی کا شکر ادا کرتی اور اپنے بچوں کو بھی سکھاتی کہ اللہ تعالی کا شکر ادا کرو کہ اس نے ہمیں پیٹ بھرنے کے لئے دانہ دیا۔ کچھ دانے بچ جاتے تو اس کو رکھ دیتی کبھی ضرورت پڑ جائے تو کسی کو مدد کے لئے دے سکے۔

لیکن کوے صاحب تو بہت ہی ناشکرے تھے۔ تھوڑا سا ادھر ادھر اڑ کر جاتے تو کبھی روٹی کا ٹکڑا ملتا یا کوئی اور چیز لے کر تو آ جاتے۔ مگر غصے میں پھینک کر کہتے تھے کہ میں تو نہیں کھاؤں گا۔

چڑیا بی کوے کو اکثر سمجھاتی تھی کہ شکایتیں کرنا بری بات ہے اور وہ بھی اللہ میاں سے، لیکن کوے صاحب کو کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

"ارے ارے یہ کیا ہوا، میرا بسکٹ میرا بسکٹ" گڑیا نے منہ بنا کر روتے ہوئے کہا۔

امی دوڑ کر آئیں تو دیکھا کوے صاحب نے گڑیا کے ہاتھ سے بسکٹ چھین لیا تھا اور دیوار پر بیٹھ کر مزے سے کھا رہے تھے۔

امی گڑیا کو گھر میں لے جاتے ہوئے کہنے لگیں کوئی بات نہیں میں تمہیں دوسرا دے دیتی ہوں۔

"آج تو بڑا مزہ آیا،" کوے صاحب نے اپنے گھونسلے میں آتے ہوئے کہا۔ وہ بڑے خوش تھے اور بڑے فخر سے بتا رہے تھے کہ انہوں نے آج ایک بچی کے ہاتھ سے بسکٹ چھین کر کھایا۔

"یہ تو بہت بری بات ہے۔" چڑیا نے پھر کوے صاحب کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟ خود تو یہ بسکٹ کھاتے ہیں، پیزا کھاتے ہیں، ہمیں تو کچھ کھانے کو نہیں دیتے"۔ کوے صاحب نے ناشکری کرتے ہوئے پھر غصے سے کہا۔

"چڑیا بی نے کچھ نہیں کہا اور اپنے گھونسلے میں آگئی۔ ایک صبح جب کوے صاحب کی آنکھ کھلی تو ان کو چڑیا کے گھونسلے سے چڑیا کے بچوں کی بہت خوش ہونے کی آوازیں آرہی تھیں۔ قریب سے جاکر دیکھا تو ان کے گھونسلے میں بہت سارے مزے مزے کے

دانے رکھے ہوئے تھے۔ چڑیا بچوں کو کھانا کھلا رہی تھی اور ساتھ ساتھ بتا رہی تھی کہ "بچوں ہمیں ہر حال میں اللہ تعالی کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ جب ہم اللہ تعالی کا شکر ادا کرتے ہیں تو اللہ میاں ہمیں اور نعمتیں دیتے ہیں۔ اور جب ہم شکر ادا نہیں کرتے تو ہمیں نعمتیں ملنا رک جاتی ہیں۔

"ہم لوگ تو روزانہ اللہ میاں کا شکر ادا کرتے ہیں اس لئے اللہ میاں ہمیں روزانہ کھانے کو دیتے ہیں" چڑیا کے بچوں نے کہا۔

"جی پیارے بچو بالکل ٹھیک کہا"۔ چڑیا نے بچوں کو شاباشی دیتے ہوئے کہا۔

"اور جو لوگ شکر ادا نہیں کرتے اور نعمتوں کو ضائع کرتے ہیں اللہ ہمیں ان سے ناراض ہو جاتے ہیں نا؟" چڑیا کے ایک بچے نے سوال کیا۔

"ہاں بالکل, اللہ میاں کو شکایتیں کرنے والے لوگ نہیں پسند. اللہ میاں کہتے ہیں کہ محنت کرو اور جو کچھ بھی ملے اس کا شکر ادا کرو تو میں تمہیں اور نعمتیں دوں گا" چڑیا نے بچوں کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

کوے صاحب یہ ساری باتیں سن رہے تھے بچوں کی بات سن کر ان کے دل پر بہت اثر ہوا۔ اور انہوں نے سوچا کہ اگر میں بھی اللہ کا شکر ادا کروں تو اللہ میاں مجھے بھی میری پسند کی چیزیں دیں گے۔ یہ سوچ کر انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ اب کبھی بھی ناشکری نہیں کریں گے۔

"اب میں کبھی بھی اللہ میاں سے شکایت نہیں کروں گا، محنت کروں گا اور جو کچھ ملے گا اس پر اللہ تعالی کا شکر ادا کروں گا"۔ کوے صاحب نے چڑیا بی سے کہا۔

"اللہ تیرا شکر ہے"۔ چڑیا نے خوشی سے کہا۔

"اس بات پر بھی شکر؟" کوے صاحب نے ہنس کر کہا۔

اور پھر سب لوگ ہنسنے لگے۔

سبق

پیارے بچو! یہ اللہ تعالی کا وعدہ ہے کہ نعمتوں کے شکر ادا کرنے پر اللہ تعالی نعمتوں میں اضافہ کرتا ہے۔ ہر چیز پروردگار کی نعمت ہے۔ اس پر شکر ادا کرنا چاہیے۔ ہماری صحت، طاقت، والدین کی محبت، ذہانت،، کھانا، پانی، ہوا سب نعمتیں ہیں۔ ان سب پر شکر ان میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔

ان سب نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت اہل بیت علیہم السلام کی محبت ہے۔ ہم جتنا اس کا شکر کریں گے اتنی ہی ہماری محبت میں اور معرفت میں اضافہ ہو گا اور ہمارے آئمہ علیہ السلام اور خصوصاً ہمارے امام زمانہ علیہ السلام ہم سے خوش ہوں گے اور ہمیں اپنے دوستوں میں شامل کریں گے۔ ان شاء اللہ

اور خدا بھی پاکیزہ لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔ سورہ توبہ آیت ۱۰۸

کہانی نمبر ۱۸

صفائی اچھی عادت ہے

امی دیکھیں حمزہ پھر بغیر ہاتھ دھوئے کھانا کھانے آیا ہے" سعدیہ نے حمزہ کی شکایت کرتے ہوئے امی کو آواز دی۔

امی کھانا میز پر رکھنے کے بعد کچن میں ہی تھیں۔ انہوں نے وہیں سے آواز دے کر کہا

"جاؤ حمزہ پہلے ہاتھ دھو کر آؤ"

حمزہ منہ بناتے ہوئے میز پر سے اٹھا، "ہر وقت میری شکایت لگاتی رہتی ہو میری مرضی میں ہاتھ دھوؤں یا نہ دھوؤں۔ یہ باتیں حمزہ نے آہستہ سے کی تھیں تاکہ امی نہ سن لیں ورنہ کھانے سے پہلے ہی ڈانٹ پڑ جاتی۔

کھانے کی میز پر امی نے خوشخبری سنائی کہ اگلے ہفتے نانی جان اسلام آباد سے آ رہی ہیں۔

"ارے واہ اب تو بڑا مزہ آئے گا"۔ سعدیہ نے خوشی سے نعرہ لگایا" اگلے ہفتے سے ہماری اسکول کی چھٹیاں بھی شروع ہو رہی ہیں"۔

حمزہ نے بھی خوشی کا اظہار کیا، لیکن تھوڑا کم۔

"کیوں حمزہ تمہیں نانی جان کے آنے کی خوشی نہیں ہو رہی کیا؟" سعدیہ نے حمزہ کو چڑاتے ہوئے پوچھا۔ "کیوں مجھے خوشی کیوں نہیں ہوگی؟" حمزہ نے سعدیہ کو جواب دیا دونوں کی لڑائی شروع ہونے سے پہلے ہی امی نے دونوں کو آنکھیں دکھائیں۔

حمزہ سعدیہ کا چھوٹا بھائی تھا جو پانچویں کلاس میں پڑھتا تھا۔ دونوں ایک ہی اسکول میں تھے لہذا ساتھ ہی گھر آتے تھے۔ حمزہ کو کئی بار امی سمجھا چکی تھیں کہ کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا چاہیے۔ لیکن حمزہ صفائی کا خیال نہیں رکھتا تھا یہ اس کی ایک بری عادت تھی۔ جس پر اس کو اکثر ڈانٹ پڑتی تھی۔

ایک ہفتہ بہت جلدی گزر گیا اور نانی جان اسلام آباد سے ان کے گھر آگئیں۔ نانی جان کے آجانے سے گھر میں بڑی رونق ہو گئی تھی۔ سب سے زیادہ مزے تو سعدیہ اور حمزہ کے آگئے کیونکہ نانی جان ان دونوں کے لئے بڑے خوبصورت تحفے لے کر آئی تھیں۔ جس میں بہت اچھی اچھی کتابیں بھی تھیں، کیونکہ نانی جان کا کہنا تھا کہ کتابیں بہترین دوست ہوتی ہیں۔

"بہت شکریہ نانی جان آپ اتنی پیاری کتابیں لے کر آئی ہیں۔ پچھلی مرتبہ آپ جو کتابیں لے کر آئی تھیں۔ وہ میں نے ساری پڑھ لیں"۔ سعدیہ نے نانی جان کو خوشی خوشی بتاتے ہوئے کہا۔

نانی جان نے حمزہ سے پوچھا "حمزہ بیٹا آپ نے کتابیں پڑھیں؟"

"جی جی نانی جان تھوڑی سی پڑھی ہیں اور ابھی کچھ باقی ہیں" حمزہ نے اٹک کر جواب دیا تو نانی جان مسکرا دیں۔

رات کو کھانے کے بعد دونوں بہن بھائی نانی جان کے کمرے میں آگئے اور نانی جان سے کہانی سنانے کی فرمائش کی۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اپنے پیارے پیارے بچوں کو کہانی نہ سناؤں" نانی جان نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر کہانی سنانی شروع کی۔ تھوڑی دیر بعد دیکھا تو سعدیہ اور حمزہ دونوں سو رہے تھے۔

نمازِ شب کے لیے نانی جان اٹھیں اور نماز پڑھنے کے بعد جب فجر کے لئے انہوں نے سعدیہ اور حمزہ کو اٹھایا تو سعدیہ تو فوراً اٹھ گئی۔ لیکن حمزہ بار بار اٹھانے کے باوجود نہ اٹھا۔ ناشتے کی میز پر بھی حمزہ اٹھ کر ایسے ہی آگیا اس نے نہ برش کیا نہ منہ دھویا۔

نانی جان حمزہ کو دیکھ رہی تھیں کہ وہ بالکل بھی صفائی کا خیال نہیں رکھتا۔

ناشتے کے بعد نانی جان اور بچے ایک ساتھ لاؤنج میں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔

"نانی جان ہماری اسلامیات کی ٹیچر نے ایک سبق پڑھایا تھا" صفائی نصف ایمان ہے"۔ لیکن مجھے اس کا مطلب سمجھ میں میں نہیں آیا۔ سعدیہ نے نانی جان سے پوچھا۔

نانی جان نے کہا" اس کا مطلب تو بہت آسان ہے کہ جو صفائی ستھرائی اور پاکیزگی کا خیال رکھتا ہے۔ اس نے اپنا آدھا ایمان محفوظ کر لیا ہوتا ہے"۔

"لیکن کیسے ؟" سعدیہ نے پھر پوچھا۔

"دیکھو بیٹا! جب انسان صاف ستھرا اور پاک و پاکیزہ رہتا ہے تو شیطان اس سے دور رہتا ہے۔ کیونکہ شیطان گندے لوگوں کو پسند کرتا ہے اور ان کو اپنا دوست بناتا ہے لیکن جب انسان صاف ستھرا رہتا ہے تو پھر شیطان کے دور رہنے کی وجہ سے وہ وہ اچھے اور نیک کام انجام دیتا ہے۔

ہمارے نبی اکرم ﷺ بھی صفائی ستھرائی اور پاکیزگی کو بہت اہمیت دیتے تھے۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ کے فرزند یعنی امام زمانہ علیہ السلام بھی ایسے ہی لوگوں کو پسند کرتے ہوں گے ؟" سعدیہ نے پھر پوچھا۔

"جی بالکل نانی اماں نے جواب دیا۔ جن لوگوں کو امام زمانہ علیہ السلام کی فوج میں جانے کا شوق ہے ان کو اپنی صفائی ستھرائی اور پاکیزگی کا بہت خیال رکھنا ہو گا۔ کیوں کہ امام زمانہ علیہ السلام اپنے سارے فوجیوں کو پاک صاف دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ گندے بچوں کو اپنی فوج میں شامل نہیں کریں گے"۔ نانی اماں نے بتایا۔

حمزہ نانی اماں کی باتیں سن رہا تھا۔ یہ بات سن کر کہ امام زمانہ علیہ السلام گندا رہنے والوں کو پسند نہیں کرتے اور اپنی فوج میں شامل

نہیں کریں گے۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"حمزہ بیٹا آپ بہت دیر سے چپ ہیں کیا ہوا؟" نانی امی نے حمزہ سے پوچھا۔

حمزہ سے پوچھنے کی دیر تھی۔ وہ نانی اماں کے گلے سے لگ کے رونے لگا۔

"نانی اماں میں گندا بچہ ہوں امام زمانہ علیہ السلام مجھے اپنی فوج میں شامل نہیں کریں گے"۔

حمزہ نے روتے ہوئے کہا۔

"آپ کو امام علیہ السلام کی فوج میں جانا ہے"؟

حمزہ نے روتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔

نانی اماں نے حمزہ کو پیار کرتے ہوئے کہا" تو اس میں کونسی مشکل بات ہے آپ وعدہ کریں کہ اب آپ ہمیشہ صفائی ستھرائی اور پاکیزگی کا خیال رکھیں گے۔ جب آپ اچھے بچے بن جائیں گے تو امام زمانہ علیہ السلام آپ کو اپنی فوج میں ضرور شامل کریں گے۔"

حمزہ خوش ہو گیا اور نانی اماں سے کہنے لگا" کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب میں کبھی بھی گندا بچہ نہیں بنوں گا۔"

اس کے بعد سے حمزہ بہت اچھا بچہ بن گیا۔ وہ صبح وقت پر اٹھتا، برش کرتا، منہ ہاتھ دھو کر وضو کر کے نماز پڑھتا، ہر کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھوتا، اپنے کپڑوں کا، ناخنوں کا، اور بالوں کی صفائی کا خیال رکھتا۔

سبق

پیارے بچو! صاف ستھرا رہنا ایک بہت اچھی عادت ہے۔ جب آپ اس عادت کو اپنا لیں گے تو شیطان آپ سے بہت دور بھاگ جائے گا اور اللہ میاں آپ کو پسند کرنے لگیں گے۔ جس انسان کو اللہ میاں پسند کرتے ہیں تو پھر وہ سارے اچھے کام انجام دیتا ہے۔ اس طرح وہ اپنے امام زمانہ علیہ السلام کے بھی قریب ہو جاتا ہے اور اس کا نام امام زمانہ علیہ السلام اپنی فوج میں لکھ لیتے ہیں۔

اور جب آپ کے پاس ہماری آیات پر ایمان لانے والے لوگ آجائیں تو ان سے کہئے اسلام علیکم

سورہ انعام آیت ۱۵۴

کہانی نمبر ۱۹

قیمتی تحفہ

سب بچے لائن بنا کر آئیں" مس فاطمہ نے آگے آگے جاتے ہوئے کہا۔

سارے بچے آڈیو ویژول روم کی طرف جاتے ہوئے بہت خوش تھے اسکول کے ایک بڑے کمرے میں ایک سکرین لگی ہوئی تھی۔ یہاں پر بچوں کو پروجیکٹر کی مدد سے سائنس اور دوسرے مضامین کے متعلق معلوماتی پروگرام دکھائے جاتے تھے۔

مس فاطمہ بھی اکثر اسلامیات کے پیریڈ میں بچوں کو یہاں لے کر آتی تھیں اور یہاں پر مختلف موضوعات پر کوئی چھوٹی سی فلم یا ڈرامہ دکھاتی تھیں۔ جو خصوصاً بچوں کے لئے تیار کیے جاتے تھے۔ اس لیے یہاں آنے کے لیے سارے بچے بہت زیادہ خوش ہوتے تھے۔

سارے بچے خاموشی سے اسکرین کی طرف دیکھنے لگے۔

فلم کی کہانی ایک دادا اور ان کے پوتے علی کی تھی۔ دونوں اپنے گھر کے برابر پارک میں سیر کرنے کے لیے آئے تھے۔

"علی بیٹا صبح اٹھ کر سب سے پہلا کام کیا کرتے ہو؟" دادا نے پوچھا۔

"میں صبح اٹھ کر منہ ہاتھ دھو کر نماز پڑھتا ہوں" علی نے جواب دیا۔

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن صبح اٹھ کر سب سے پہلے تو سلام کرنا چاہیے۔" انہوں نے کہا۔

لیکن دادا ابو میرے کمرے میں تو کوئی نہیں ہوتا۔ جب امی ابو کو نماز کے وقت دیکھتا ہوں تو سلام کرتا ہوں۔

"علی بیٹا صبح اٹھ کر سب سے پہلے اپنے امام زمانہ علیہ السلام کو سلام کرنا چاہیے بے شک وہ ہمیں نظر نہیں آتے۔ لیکن وہ تو ہمیں دیکھ رہے ہوتے ہیں اور وہ ہمیں جواب بھی دیتے ہیں"۔ دادا ابو نے علی کو بتاتے ہوئے کہا۔

"جی دادا ابو ضرور میں نے تو ایسا کبھی نہیں سوچا تھا آپ کا بہت شکریہ"۔ علی نے دادا سے کہا۔

"اور بیٹا علی آپ کو معلوم ہے کہ سلام کرنا مستحب عمل ہے اور اس کا جواب دینا واجب ہے۔ لہذا ایسا ہو نہیں سکتا کہ ہم سلام کریں اور امام زمانہ علیہ السلام جواب نہ دیں" دادا ابو نے مزید سمجھاتے ہوئے کہا۔

"دادا ابو سلام کے معنی کیا ہیں؟" علی نے پوچھا۔

سلام دراصل اللہ میاں کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور آپ یوں سمجھ سکتے ہیں یہ سلام دراصل دوسروں کو دیا جانے والا ایک بہت قیمتی تحفہ ہے۔ جس میں آپ لوگوں کو سلامتی کی دعا دے رہے ہوتے ہیں۔"

"قیمتی تحفہ"؟ علی نے حیرت سے پوچھا۔

"سلام کر کے دراصل آپ لوگوں سے کہہ رہے ہوتے ہیں کہ آپ مجھے بہت عزیز ہیں اور میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں کیونکہ دعا دینا ایک قیمتی تحفہ ہوتا ہے"۔

"اور جواب دینے والا کیا کہتا ہے؟" علی نے پوچھا۔

"وہ بھی یہ کہتا ہے کہ آپ بھی سلامت رہیں" دادا ابو نے جواب دیا۔

"کیا سلام کرنے والے کو ثواب بھی ملتا ہے؟" علی نے دادا سے پوچھا۔

یہ تو تم نے بہت اچھا سوال کیا۔ تمہیں پتا ہے کہ سلام کرنے والے کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے۔ سلام کرنے والے کو جواب دینے والے سے ستر گنا زیادہ نیکیاں ملتی ہیں"۔

دادا ابو نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم کو ستر نیکیوں کا ثواب چاہیے تو ہمیں سلام میں پہل کرنی چاہیے"۔ علی نے دادا ابو سے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"جی بیٹا اللہ میاں نے اسی لیے یہ ثواب زیادہ رکھا ہے تاکہ ہر شخص سلام میں پہل کرنے کی کوشش کرے۔ اس طرح ہر جگہ یہ اچھی عادت اپنالی جائے۔ اور آپ کو معلوم ہے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ ہمیشہ سلام میں پہل کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کو بھی سلام کرتے تھے کیونکہ جو کوئی بھی پہلے سلام کرتا ہے وہ خدا کے نزدیک دوسروں سے زیادہ محبوب ہوتا ہے اور جو شخص سلام نہ کرے وہ کنجوس ہوتا ہے" دادا ابو نے علی کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"دادا ابو سلام کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ لوگ ایسے سلام نہیں کرتے جیسے آپ بتا رہے ہیں"۔ علی نے دادا سے پوچھا۔

"جی علی بیٹا آپ نے یہ بہت اچھا سوال کیا۔ ہمارے یہاں لوگ عموماً سلام کرتے ہوئے غلط عربی میں تلفظ ادا کرتے ہیں۔ جس سے اس کے معنی بدل جاتے ہیں۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم بلند آواز میں درست تلفظ کے ساتھ سلام کریں۔

"پھر تو ہمیں فون اٹھا کر بھی ہیلو نہیں بولنا چاہیے"۔ علی نے دادا سے پوچھا۔

ابالکل ٹھیک کہا ہم لوگوں کو چاہیے کہ فون اٹھا کر ہیلو کے بجائے السلام علیکم کہیں۔ دادا ابو نے خوش ہوتے ہوئے علی کو جواب دیا۔

"بہت شکریہ دادا ابو آپ نے مجھے اتنے قیمتی تحفے کے بارے میں بتایا"۔ علی نے دادا ابو کے ہاتھوں پر پیار کرتے ہوئے کہا"۔ میں یہ باتیں اپنے دوستوں کو بھی بتاؤں گا تاکہ ہم سب اس اچھی عادت کو اپنالیں۔ جس سے ہمارے اللہ میاں اور امام زمانہ علیہ السلام خوش ہوں۔ دادا جان نے مسکراتے ہوئے علی کو پیار کیا۔

جیسے ہی فلم ختم ہوئی تمام بچوں نے مس فاطمہ کا اتنی اچھی فلم دکھانے پر شکریہ ادا کیا اور مس سے وعدہ کیا کہ اب ہم بھی اس اچھی عادت کو ضرور اپنائیں گے۔

سبق

پیارے بچو! سلام کرنا ایک ایسی عادت ہے جس سے ہمارے اللہ میاں بہت خوش ہوتے ہیں کیونکہ اس سے آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے اس لیے ضروری ہے کہ ایک دوسرے کو سلام کرنے میں پہل کریں۔ قرآن کریم میں بہت ساری آیات سلام کے بارے میں آئی ہیں۔ اگر ہمیں کوئی سلام کرے تو اس کا جواب بہتر انداز میں دینا چاہیے آپس میں محبت رکھنے کے لیے سلام سے بڑھ کر کوئی قیمتی جملہ نہیں ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ سلام کرنے کی بہترین عادت کو اپنائیں۔

اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو۔ سورہ مائدہ آیت ۲

کہانی نمبر ۲۰

دوسروں کی خدمت

السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ۔ مس فاطمہ جیسے ہی کلاس میں داخل ہوئیں تو سارے بچوں نے بلند آواز میں مس کو سلام کیا۔

وعلیکم السلام ورحمت اللہ وبرکاتہ۔ مس فاطمہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

ماشاء اللہ، آپ لوگوں کے سلام سے اندازہ ہو رہا ہے کہ آپ سب کو سلام کی اہمیت والا سبق بہت اچھا لگا۔

جی مس، سارے بچوں نے جواب دیا۔

آج کون سی ایکٹویٹی کروائیں گی آپ؟

آج میں آپ لوگوں کے لئے لنچ میں بریانی لے کر آئی ہوں اور یہ لنچ ہم سب بریک میں نہیں بلکہ اس ایونٹ میں کریں گے۔

سارے بچے خوشی سے اچھلنے لگے۔

مس فاطمہ نے سب کو ایک ایک باکس بریانی کا دیا اور ساتھ میں ایک ایک چمچہ بھی دیا۔
چمچے بڑے عجیب سے تھے لمبے لمبے۔
آپ لوگ کھانا شروع کریں۔ مس فاطمہ نے بچوں سے کہا۔

سب لوگوں نے جلدی سے کھانا شروع کیا۔ لیکن چمچہ لمبا ہونے کی وجہ سے کسی کے منہ میں نہیں جا رہا تھا۔ سب لوگوں نے تھوڑی دیر کے بعد چمچے اپنے ہاتھوں سے رکھ دیے۔

مس اس طرح تو ہم نہیں کھا سکتے.. سب نے افسردگی سے کہا۔
ہاں میں بھی ایسے نہیں کھا سکتی.. مس فاطمہ نے کہا۔

ایسا کرتے ہیں کہ ہم خود نہیں کھا سکتے تو دوسروں کو تو کھلا سکتے ہیں۔ یہ کہہ کر مس فاطمہ نے اپنے چمچہ سے اپنے قریب بیٹھی ہوئی مریم کو کھلانا شروع کر دیا۔

یہ دیکھ کر سب نے ایسا ہی کیا اور ایک دوسرے کو کھلانا شروع کر دیا۔
تھوڑی دیر بعد سب کے باکس کی بریانی ختم ہو گئی تھی اور سب نے کھانا کھا لیا تھا۔

مس آپ کا شکریہ کہ آپ نے بہت اچھا طریقہ بتایا۔ ورنہ تو ہم سب بھوکے رہ جاتے۔» علی نے معصومیت سے کہا اور سب ہنس پڑے۔

پیارے بچو! آپ نے دیکھا کہ جب ہم لوگوں نے صرف اپنا خیال کیا تو اس میں ہمیں کامیابی نہیں ہوئی، لیکن جب ہم نے

دوسروں کا خیال کیا تو ہم سب کا کام آسانی سے ہو گیا۔

جی مس ہم نے تو بہت کوشش کی۔ لیکن جب آپ کے بتانے پر میں نے اپنے برابر والے کو کھلایا اور اس نے مجھے، تو کتنی آسانی سے یہ کام ہو گیا۔ علی نے کہا۔

جی بیٹا ہمارا دین بھی ہمیں دوسروں کی خدمت کرنا سکھاتا ہے۔ جہاں سب ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں وہاں سب کے لئے کام آسان ہو جاتے ہیں۔ اس طرح سب خوش رہتے ہیں۔

جی بیٹا ہمارا دین بھی ہمیں دوسروں کی خدمت کرنا سکھاتا ہے۔ جہاں سب ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ وہاں سب کے لئے کام آسان ہو جاتے ہیں۔ اس طرح سب خوش رہتے ہیں۔

ہمیشہ کی طرح سارے بچوں کو یہ ایکٹیویٹی بہت پسند آئی۔
مس فاطمہ نے کلاس سے جاتے ہوئے ایک شعر بورڈ پر لکھا۔

اپنے لئے تو سب ہی جیتے ہیں اس جہاں میں
ہے زندگی کا مقصد اوروں کے کام آنا

سبق

پیارے بچو! دوسروں کی خدمت کرنا اور ان کے کام آنا اللہ میاں کا سب سے پسندیدہ کام ہے۔ جب ہم دوسروں کی خدمت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں ہمارے تمام کاموں کو آسان کر دیتا ہے۔

توہم کو سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھ۔
(سورہ الحمد اللہ:۶)

کہانی نمبر ۲۱

سیدھا راستہ

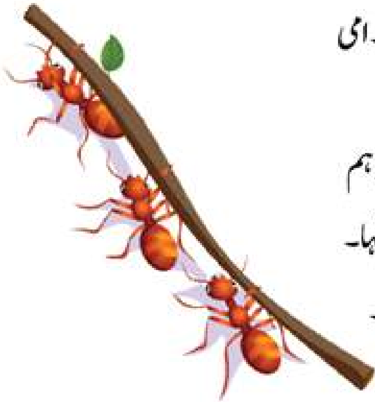

تم لوگ یہاں بیٹھے ہو، اور میں پورے گھر میں تم لوگوں کو تلاش کر رہی ہوں"۔ امی نے مجتبیٰ اور مرتضیٰ سے کہا۔ جو باہر لان میں بیٹھے زمین پر کچھ دیکھ رہے تھے۔

امی آپ بھی دیکھیۓ ہم لوگ ایک تجربہ کر رہے ہیں۔ ہمارے ٹیچر نے بتایا تھا اور ہم لوگوں سے کہا تھا کہ آپ سب اسی طرح کر کے دیکھیۓ گا۔ مرتضی نے امی سے کہا۔

اچھا میرے سائنسدان بچو! جب تجربہ مکمل ہو جائے تو مجھے بھی دکھانا امی بولیں۔

لیکن آپ کو یہیں پر دیکھنا ہو گا۔ مجتبیٰ نے امی سے کہا۔

چلو دکھاؤ کیا دکھانا ہے؟ امی یہ کہتے ہوے ان دونوں کے پاس بیٹھ گئیں۔

دیکھیۓ مرتضی نے کہا۔

وہاں پر چیونٹیوں کی ایک لائن چل رہی تھی۔

اس میں کیا نئی بات ہے؟ چیونٹیاں تو اسی طرح ایک لائن میں چلتی رہتی ہیں۔ امی جان نے کہا۔

ابھی آپ دیکھیئے گا کہ کیا ہوتا ہے یہ کہہ کر مرتضی نے اپنی انگلی سے ایک لائن کھینچ دی۔ ساری چیونٹیاں اس لائن کے پاس آکر رک گئیں۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ وہاں کوئی دیوار ہے۔ کوئی بھی اس سے آگے نہیں بڑھ رہی تھی۔

ارے! یہ تو بہت حیرت کی بات ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟ امی جان نے حیرت سے کہا۔

جی ہاں یہی تو آپ کو دکھانا چاہتے تھے۔ ابھی تھوڑی دیر بعد ان کا ٹریفک دوبارہ سے چلنے لگے گا۔ مجتبی نے خوش ہو کر کہا۔

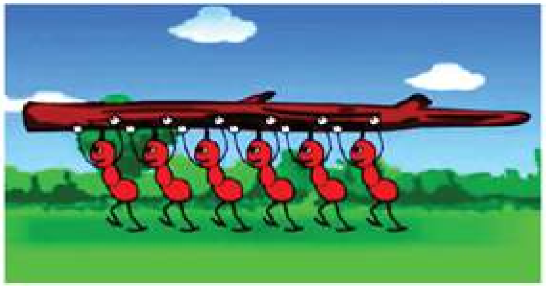

تھوڑی دیر بعد ان کی وہ لائن دوبارہ چلنا شروع ہو گئی۔

آپ کی ٹیچر نے تو بالکل ہی نئی بات بتائی۔ امی جان نے دونوں سے کہا۔

دونوں بہت خوش ہوئے کہ امی جان کو بھی ان کا یہ تجربہ پسند آیا۔

چلو اب تم لوگ بھی ان کو بار بار تنگ نہ کرو۔ یہ اللہ تعالی کی مخلوق ہیں ان کو تنگ کرنے سے اللہ میاں ناراض ہو جائیں گے۔ امی جان نے کہا۔ سب اندر آ گئے۔

آپ کے ٹیچر نے اور کیا بتایا؟ امی جان نے دونوں سے پوچھا۔

انہوں نے کہا تھا کہ وہ باقی باتیں کل بتائیں گے۔ دونوں نے ایک ساتھ جواب دیا۔

آپ لوگوں کے ٹیچر تو کل بتائیں گے لیکن آپ لوگوں نے اس سے کیا سمجھا؟

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور نفی میں سر ہلا دیا۔

ہمیں تو یہ کرنے میں بہت مزہ آ رہا تھا بس۔

اچھا چلو تمہیں ٹیچر کل بتائیں گے میں ابھی بتا دیتی ہوں۔ امی جان نے کہا۔ جی اس طرح ہم بھی اپنے ٹیچر کو بتا سکیں گے۔

آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ اللہ تعالی نے اس دنیا میں بہت ساری چیزیں بنائی ہیں اور ہر چیز کو ان کا کام بھی بتا دیا ہے وہ ساری چیزیں اسی

طرح کام کر رہی ہیں جیسے اللہ میاں نے بتایا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ ساری چیونٹیاں اسی طرح سے لائن بنا کر چل رہی تھیں۔ لیکن پھر رک کیوں گئیں؟ بچوں نے پوچھا۔

دراصل جب آپ نے لکیر کھینچی تو ان کا راستہ مٹ گیا اور وہ رک گئیں۔ جب ان کے راستہ بتانے والے نے ان کا راستہ بنا دیا تو وہ چلنے لگیں۔ امی جان نے بتایا۔

لیکن ہم نے تو کسی کو راستہ بناتے ہوئے نہیں دیکھا؟ مرتضی نے کہا۔

مجھے معلوم تھا کہ آپ ابھی یہی سوال کریں گے۔ امی جان نے کہا۔

ہمیں تو یہ ساری ایک جیسی لگتی ہیں۔ اس لئے ہمیں پتہ ہی نہیں چلا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں بھی اللہ تعالی کے بتائے ہوئے راستے سے نہیں ہٹنا چاہیے۔

بالکل صحیح کہا، ہمیں اسی بات کا سبق اس چھوٹی سی مخلوق سے لینا ہے کہ جو راستہ ہمارے اللہ میاں نے بتایا ہے اور انبیاء کرام اور آئمہ علیہ السلام نے اس پر چل کر بتایا ہے تاکہ ہم اس سے نہ ہٹیں۔ امی جان نے سمجھایا۔

اسی لئے ہم سب نماز میں یہ دعا مانگتے ہیں کی اے اللہ سیدھے راستے کی طرف ہماری رہنمائی فرمائیں۔ مجتبی نے کہا۔

جی بالکل صحیح۔ امی جان نے کہا۔

اب تو آپ لوگوں کو سمجھ میں آگیا کہ آپ کے ٹیچر آپ لوگوں کو کیا سمجھانا چاہ رہے ہیں۔

جی امی جان آپ کا بہت شکریہ آپ نے اتنے اچھے طریقے سے ہمیں سمجھا دیا۔ دونوں نے خوش ہو کر کہا۔

سبق

پیارے بچوں جس طرح ہم صحتمند ہونے کے لیے ڈاکٹر کی باتوں کو مانتے ہیں۔ بالکل اسی طرح کامیاب ہونے کے لیے اللہ میاں کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا چاہیے، جس راستے پر ہمارے امام زمانہ علیہ السلام ہم سب کو دیکھنا چاہتے ہیں۔

لہٰذا تم جتنا آسانی سے قرآن پڑھ سکتے ہو پڑھ لیا کرو۔
سورہ مزمل آیت ۲۰

کہانی نمبر ۲۲

بہترین قاری

سورہ رحمان کی خوبصورت تلاوت سے میثم کی آنکھ کھلی اور وہ فوراً اٹھ کر اپنے بابا کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔

میثم ایک چار سال کا بڑا پیارا سا بچہ تھا۔ اس کا روزانہ کا معمول تھا کہ وہ فجر کے وقت اپنے بابا کی تلاوت قرآن کی آواز پر اٹھ کر آ جاتا اور اپنے بابا کی گود میں سر رکھ کر تلاوت سنتا۔ اس کو قرآن سننے میں بہت مزہ آتا تھا۔ میثم کے بابا بہت خوبصورت انداز میں تلاوت کرتے تھے۔

چلو میثم جلدی سے تیار ہو جاؤ"۔ امی کی آواز پر وہ جلدی سے اٹھا اور منہ دھو کر باہر پارک کی سیر کے لئے تیار ہو گیا۔

روزانہ وہ لوگ اپنے گھر کے قریب پارک میں جاتے۔ امی اور بابا واک کرتے اور میثم گھاس پر کھیلتا، جھولا جھولتا اور پھر اپنے بابا کے ساتھ دوڑ لگاتا اور ہمیشہ اپنے بابا سے جیت جاتا۔ بابا اسے گود میں اٹھا کر پیار کرتے۔

اس طرح روزانہ دن کا آغاز بہت اچھے طریقے سے ہوتا۔

ایک دن جب پارک سے واپس آنے کے بعد امی ناشتہ بنا رہی تھیں اور بابا آفس جانے کی تیاری کر رہے تھے۔ ان کو قرآن کی تلاوت کی آواز آئی۔

"یہ تو میثم کی آواز ہے۔ امی نے بابا سے کہا۔

دونوں نے خاموشی سے کمرے میں جھانک کر دیکھا تو میثم اپنے کھلونوں سے کھیلتے ہوئے سورہ رحمان کی تلاوت بالکل اپنے بابا کی طرح کر رہا تھا۔

"میثم بیٹا آپ تو بہت پیارا پڑھ رہے ہیں"۔ بابا نے کمرے میں آکر میثم کو پیار کرتے ہوئے کہا۔

امی نے کہا؛ واقعی یہ سچ ہے کہ بچے وہی کرتے ہیں جو وہ سنتے ہیں۔"

میثم کے بابا نے اس کے لیے موبائل پر قرآنی سورتیں ڈاؤن لوڈ کر دی تھیں جن کے ساتھ رنگین تصویریں اور کارٹون بھی تھے۔ وہ ان کو شوق سے دیکھتا تھا اور ساتھ میں سورتوں کو سنتا اس طرح اسکو کم عمری میں بہت سی بڑی بڑی سورتیں یاد ہو گئی تھیں۔

نئے سال کے آغاز میں میثم کا ایڈمیشن اسکے امی ابو نے نرسری کلاس میں کروا دیا۔ یہاں پر بھی وہ سارے بچوں میں سب سے ہونہار بچہ تھا۔

"امی مجھے بھی قرات کرنی ہے"۔ میثم نے گھر آنے کے بعد امی سے کہا۔ "اچھا میں آپ کی ٹیچر سے بات کروں گی۔" امی نے میثم کو پیار کرتے ہوئے کہا۔

رمضان المبارک کی آمد کے ساتھ ہی ان کے اسکول میں قرات کے مقابلہ کا اعلان ہوا۔ لیکن یہ صرف بڑی کلاسوں کے لیے تھا۔ میثم کی کلاس کے بچے اس میں شریک نہیں تھے۔

چونکہ مقابلہ صرف بڑی کلاسوں کا تھا۔ لہذا اس میں تو شرکت ممکن نہیں تھی۔ لیکن میثم کے شوق کو دیکھتے ہوئے ان کی ٹیچر نے امی سے وعدہ کر لیا کہ وہ اس کو ضرور موقع دیں گی۔

مقابلہ شروع ہوا۔ پورا آڈیٹوریم والدین، ٹیچرز اور بچوں سے بھرا ہوا تھا۔ سب اچھی تلاوت کر رہے تھے۔

"میری باری کب آئے گی"۔ میثم نے اپنی امی سے آہستہ سے پوچھا۔

"بس آنے والی ہے"۔ میثم کی امی نے اطمینان دلایا۔

"مقابلے کے جج حضرات جب تک رزلٹ فائنل کر رہے ہیں اسوقت تک میں نرسری کلاس کے میثم کو دعوت دیتی ہوں کہ وہ آکر کسی بھی سورہ کی تلاوت کریں۔" میثم کی کلاس ٹیچر نے اناؤنس کیا۔ میثم صاحب خوش خوش اسٹیج پر پہنچے۔

تھوڑی دیر بعد آڈیٹوریم میں میثم کی خوبصورت آواز میں سورہ رحمان کی تلاوت گونج رہی تھی۔

وہاں بیٹھے ہوئے تمام لوگ اس چھوٹے سے بچے کو زبانی سورہ کی تلاوت کرتے ہوئے دیکھ کر حیران تھے۔

جج حضرات بھی رزلٹ چھوڑ کر اس کی تلاوت میں محو تھے۔

"اتنا چھوٹا سا بچہ اور اتنی پیاری قرات"۔

"کتنی اچھی عربی ہے"............. "زبانی پڑھ رہا ہے"............. "کیسے یاد کروائی ہوگی"۔

لوگ حیرت سے کہ رہے تھے۔ تلاوت مکمل ہوتے ہی جج حضرات نے آگے بڑھ کر میثم کو پیار کیا اور سب سے پہلے میثم کو ایک اسپیشل گفٹ دیا گیا۔ میثم بہت خوش تھا۔

میثم کی امی سب کے پوچھنے پر بتا رہی تھیں کہ یہ سب اس نے کھیل کھیل میں یاد کیا ہے۔

کیونکہ بچے جو سنتے ہیں وہ کرتے ہیں۔

سبق

پیارے بچوں آپ جانتے ہیں کہ قرآن کریم اللہ تعالی کی کتاب ہے اور اللہ میاں چاہتے ہیں ک اس کتاب کو روزانہ اس کی تلاوت کی جائے۔ ہمارے آئمہ علیہ السلام اس کی بہت خوبصورت انداز میں تلاوت کرتے تھے اور ہمارے امام زمانہ علیہ السلام بھی ایسے تمام بچوں کو پسند کرتے ہیں جو اس کو روزانہ اچھے طریقے سے پڑھیں۔

نماز قائم کرو تا کہ مجھے یاد کرو۔
سورہ طٰہٰ ۱۴

کہانی نمبر ۲۳

اللہ تعالیٰ سے محبت

"کتنا پیارا بیگ ہے اس پر بنی ہوئی یہ گولڈن بالوں والی گڑیا تو بہت پیاری ہے"۔ ایمان نے مریم کا بیگ دیکھتے دے ہوئے کہا۔

"یہ میری دادی نے مجھے نماز پڑھنے پر گفٹ کیا ہے"۔ مریم نے فخر سے بتایا۔

"کیا مطلب تم نے صرف ایک مرتبہ اول وقت نماز پڑھ لی تو تمہیں یہ گفٹ مل گیا؟" ایمان نے حیرت سے پوچھا. جی نہیں میں روزانہ نماز اول وقت پر پڑھتی ہوں۔ مریم نے جواب دیا۔ میری دادی کہتی ہیں بچوں کو ان کے اچھے کاموں پر ضرور گفٹ دینا چاہیے تا کہ ان میں اور اچھے کام کرنے کا شوق پیدا ہو"۔

دونوں دوستیں آپس میں باتیں کر رہی تھیں دادی جان وہیں بیٹھی ہوئی ایک کتاب کا مطالعہ کر رہی تھیں"۔ ایمان بیٹا آپ تو نماز پڑھتی ہیں نا؟" دادی نے پوچھا۔

" دادی جان کبھی کبھی پڑھ لیتی ہوں. سارا وقت تو پڑھائی میں نکل جاتا ہے ایمان نے جواب دیا۔

"یہ تو اچھی بات ہے کہ آپ نماز پڑھتی ہیں لیکن کوشش کریں کہ نماز باقاعدگی سے پڑھیں" دادی جان نے کہا۔

"دادی جان ایمان کہتی ہے کہ اس کو نماز پڑھنے میں مزہ نہیں آتا"۔ مریم نے اایمان کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

"نہیں مریم بیٹا ایسے نہیں کہتے"۔ دادی جان نے مریم کو منع کرتے ہوئے کہا۔

ایمان نے کہا۔ "دادی جان اللہ میاں کو ہماری نمازوں کی کیا ضرورت ہے۔ ان کیلئے تو بہت سارے فرشتے ہیں جو ہر وقت عبادت کرتے رہتے ہیں"۔

"آپ نے بالکل ٹھیک کہا اللہ تعالی نے اتنے سارے فرشتوں کو بنایا ہے اور وہ سب اس کی عبادت کرتے ہیں۔ واقعی اللہ تعالی کو ہماری نمازوں کی ضرورت بھی نہیں ہے لیکن یہ نمازیں تو ہم اپنے لیے پڑھتے ہیں دادی جان نے کہا"۔

"وہ کس طرح دادی جان" ایمان نے سوال کیا۔

"بالکل اسی طرح جیسے جب آپ کو کوئی گفٹ دیتا ہے تو آپ اس کا شکریہ ادا کرتی ہیں نا اور نماز میں ہم اللہ تعالی کی اتنی ساری نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

اسی طرح جیسے ایک طالب علم جب اپنے استاد کے پڑھائے ہوئے سبق کو اچھی طرح یاد کرتا ہے۔ تو دراصل وہ اپنے استاد کا شکریہ ادا کرتا ہے اور اس شکریہ کا فائدہ خود اس کو ہوتا ہے۔ اسی طرح جب ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں تو اس کا فائدہ بھی ہمیں ہی ہوتا ہے۔" دادی جان نے جواب دیا۔

"اور جس طرح آپ جس سے محبت کرتی ہیں اس سے بات کرنا چاہتی ہیں اسی طرح نماز دراصل خدا سے گفتگو کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ وہ خدا جس نے ہمیں اتنی ساری نعمتیں دی ہیں تو کیا ہمیں ایسے مہربان اور محبت کرنے والے خدا سے گفتگو نہیں کرنی چاہیے "؟! دادی اماں نے پوچھا۔

مریم نے دادی سے پوچھا.

"اس بات کا جواب بھی آپ خود ہی دیں گی۔ آپ یہ بتایئے اگر آپ کو کہا جائے کہ کہ دن بھر میں آپ جو بھی کام کریں گی۔ چاہے وہ اچھا ہو یا یا خدا انخواستہ کوئی برا کام، اس کو آپ اپنی امی کو بتائیں گی، تو کیا آپ کوئی غلط کام کریں گی؟ مریم اور ایمان نے کہا"۔

نہیں دادی جان ہم پھر کوشش کریں گے کہ کوئی بھی غلط کام نہ کریں"۔

"کیوں؟" دادی جان نے پوچھا۔

"اس لیے کہ ہمیں اس کی رپورٹ امی کو دینی ہو گی۔ اگر ہم نے کوئی برا کام کیا ہو گا تو امی کے سامنے جاتے ہوئے ہم کو بہت شرمندگی ہو گی۔ اس شرمندگی سے بچنے کے لیے ہم وہ کام ہی نہیں کریں گے۔ مریم نے بہت تفصیل سے جواب دیا۔

"بالکل ٹھیک, میں نے کہا تھا نا کہ اس سوال کا جواب آپ خود ہی دیں گی اور آپ نے جواب دے دیا"۔

دادی جان نے کہا" ابھی آپ نے کہا کہ آپ وہ کام نہیں کریں گی جس کو بتاتے ہوئے آپ کو شرمندگی ہو۔ بالکل اسی طرح جب ہم پانچ وقت نماز کے لئے اللہ تعالی کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں تو ہم جانتے ہیں کہ اللہ تعالی ہمارے سارے کاموں کو جانتا ہے۔ اس لیے ہم برے کاموں سے دور رہتے ہیں تا کہ جب نماز میں اللہ میاں سے بات کریں تو ہمیں کوئی شرمندگی نہ ہو"۔ دادی جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایمان اور مریم نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ دادی جان یہ بات تو بہت اچھی طرح سمجھ میں آگئی۔

"یہ بھی بتا دیجیے کہ اول وقت نماز پڑھنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟" ایمان نے سوال کیا۔

"جس طرح آپ کا دل چاہتا ہے کہ کلاس میں سب سے پہلے کام کر کے ٹیچر کو دکھادیں یا اگر امی نے بہن بھائیوں کو کوئی کام دیا ہے تو سب سے پہلے کام کر کے امی کو خوش کر دیں۔ بالکل اسی طرح جو بھی نماز کو اول وقت میں پڑھتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سب سے زیادہ نماز کو اہمیت دیتا ہے"۔ دادی جان نے کہا۔

"اور دادی آپ نے یہ بتایا تھا کہ اول وقت کی پڑھی ہوئی نماز ہمارے امام زمانہ علیہ السلام کے ساتھ اللہ میاں کے پاس جاتی ہے کیونکہ ہمارے امام زمانہ علیہ السلام تو اول وقت پر نماز پڑھتے ہیں"۔ مریم نے دادی جان کو یاد دلاتے ہوئے کہا۔

"جی مریم بیٹا ماشاءاللہ"۔ دادی جان نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

ایمان ساری باتیں غور سے سن رہی تھی۔ اس نے دادی جان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ " دادی جان میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ اب میں نماز ہمیشہ اول وقت پر پڑھوں گی۔"

"اس گولڈن بالوں والی گڑیا کے بیگ کے لئے" مریم نے ایمان کو چڑھایا۔

"وہ تو دادی جان مجھے خود ہی دے دیں گی" ایمان نے ہنستے ہوئے کہا۔

پھر تینوں ہنسنے لگیں۔

سبق

پیارے بچو! نماز اللہ تعالی سے گفتگو کرنے کا اور اس کا شکریہ ادا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اللہ تعالی سے محبت کرتے ہیں اور اس کی بے شمار نعمتوں کا شکر ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ اور جب ہم اللہ تعالی سے محبت کرتے ہیں تو پھر اللہ تعالی بھی ہم سے محبت کرتا ہے۔ اور جن لوگوں سے اللہ تعالی محبت کرتا ہے یقیناً ان سے ہمارے امام زمانہ علیہ السلام بھی محبت کرتے ہیں۔ اور جن لوگوں سے ہمارے امام زمانہ علیہ السلام محبت کرتے ہیں وہ امام زمانہ علیہ السلام کے پکے دوست ہوتے ہیں۔

اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی نیکی یا برائی کرو اور وہ کسی صحرا میں ہو یا آسمانوں پر یا زمین کی گہرائیوں میں ہو، تو ان تمام اعمال کو خدا روز محشر حساب وکتاب کے لیے حاضر کرے گا۔ سورہ لقمان ۱۶

کہانی نمبر ۲۴

سنہری بات

"چلو باہر چل کر کھیلتے ہیں"۔ ہادی نے زین سے کہا۔

زین اور ہادی پڑوسی تھے۔ زین کو موبائل پر گیم کھیلنے کا بہت شوق تھا اور وہ ہر وقت موبائل پر گیمز اور کارٹون دیکھتا رہتا تھا۔ اس کی امی اس کو بہت منع کرتی تھیں لیکن وہ امی اور ابو سے چھپ کر یہ کام کرتا تھا۔

جبکہ ہادی کو اس کے امی ابو نے موبائل نہیں دیا تھا۔ خود ہادی بھی بہت سمجھدار بچہ تھا۔ اس کو معلوم تھا کہ اس کو کب کیا کرنا ہے۔ اس کو باہر جا کر فٹ بال اور کرکٹ کھیلنے کا بہت شوق تھا۔

"ارے ہم ابھی فٹبال کھیل لیتے ہیں،" زین نے موبائل آگے بڑھاتے ہوئے ہادی سے کہا۔

لیکن ہادی کو منہ بناتا دیکھ کر فوراً موبائل بند کر کے اٹھ گیا۔

دونوں کھیل کر مغرب سے پہلے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

آج جب زین اور ہادی اسکول سے واپس آ رہے تھے تو انہوں نے پارک کی دیوار پر ایک جملہ لکھا ہوا دیکھا۔ وہ جملہ تھا "خبردار کیمرے کی آنکھ آپ کو دیکھ رہی ہے"۔ زین اور ہادی کو اس کا مطلب سمجھ نہیں آیا۔ کیونکہ وہاں پر کوئی کیمرہ بھی لگا ہوا نہیں تھا۔

ہادی نے سوچا یہ بات وہ اپنی امی سے پوچھے گا۔

رات کو زین ہادی کے ساتھ ہوم ورک کرنے آ گیا۔ اس کو ہادی سے کچھ پوچھنا تھا۔ وہ دونوں بیٹھ کر کمرے میں ہوم ورک کر رہے تھے۔ اسی وقت امی ہادی کی چھوٹی بہن گڑیا کو سلانے کے لئے کمرے میں لے کر آ گئیں۔ گڑیا کی عادت تھی کہ وہ کہانی سنے بغیر نہیں سوتی تھی۔

امی جان گڑیا کو کہانی سنا رہی تھیں اور اس کو بتا رہی تھیں کہ ہمارے دونوں کاندھوں پر دو فرشتے ہوتے ہیں ایک کے ہاتھ میں گولڈن بک ہوتی ہے اور دوسرے کے ہاتھ میں بلیک۔

گولڈن بک والا فرشتہ انسان کے سارے اچھے کام اس میں لکھتا رہتا ہے۔ جبکہ بلیک بک والا ان سارے کاموں کو لکھتا ہے جو خراب کام ہوتے ہیں۔

"اور یہ فرشتے ہمارے سارے کام لکھتے ہیں" گڑیا نے امی سے پوچھا۔

"جی بیٹا وہ فرشتے ہمارے چھوٹے سے چھوٹے کاموں کو بھی دیکھتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے نا کہ اللہ میاں نے ان کو کیا حکم دیا ہے۔ ہمارے اللہ تعالیٰ اتنے اچھے ہیں کہ انہوں نے گولڈن بک والے فرشتے سے کہا ہے کہ جب کوئی بھی انسان اچھے کام کا ارادہ کر لے تو تم اس کو لکھ لو اور جب وہ یہ کام کر لے تو اس کا ثواب دس گنا زیادہ لکھ لو۔

اور بلیک بک والے سے یہ کہا ہے کہ اگر کوئی انسان برا کام کرے، مثلاً جھوٹ بولے، لڑائی کرے یا غلط الفاظ ادا کرے تو اس کو فورا نہ لکھو۔ بلکہ اس کو وقت دو ہو سکتا ہے وہ توبہ کر لے اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو پھر صرف ایک ہی برائی لکھنا۔" امی نے گڑیا کو بتایا۔

"اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں سارا دن اچھے اچھے کام کرنے چاہئیں تا کہ ہمارا گولڈن بک والا فرشتہ بہت سارے ثواب لکھ دے"۔ گڑیا نے امی سے پوچھا۔

"جی اور خراب کام نہیں کرنے چاہئیں تا کہ بلیک بک بالکل خالی رہے"۔ امی نے کہا۔

گڑیا نے خوش ہو کر تالیاں بجاتے ہوئے کہا"۔ اس طرح گولڈن بک والا فرشتہ جیت جائے گا"۔ اور اس کے جیتنے سے ہمارے امام زمانہ علیہ السلام بھی خوش ہو جائیں گے۔ گڑیا نے امی کے گلے میں ہاتھ ڈال کر کر کہانی سنی اور پھر سو گئی۔

امی یہ کہانی سنا کر بڑے کمرے سے چلی گئیں۔ زین جو اپنا ہوم ورک کرتے ہوئے امی کی اس کہانی کو سن رہا تھا۔ اسے اپنے سوال کا جواب مل گیا۔ اس نے سوچا اللہ تعالی کے بنائے ہوئے کیمرے کی آنکھ ہر سیکنڈ ہمارے کیے ہوئے کاموں کو دیکھ رہی ہوتی ہے اور اس کو محفوظ بھی کر رہی ہوتی ہے۔ اس میں کوئی غلطی بھی نہیں ہوتی کیونکہ وہ چھوٹے سے چھوٹے کام کو بھی دیکھ رہی ہوتی ہے۔ چاہے وہ کام امی ابو کی نظر سے چھپ کر رہے ہوں لیکن اس کیمرے سے بچ نہیں سکتے۔

"میں باقی کام گھر جا کر لوں گا"۔ زین نے اپنی کاپی بند کرتے ہوئے ہادی سے کہا۔
ہادی حیران تھا زین کو کیا ہوا زین جلدی سے خدا حافظ کر کے اپنے گھر آ گیا۔

امی کی اس کہانی نے زین کے دل پر بہت اثر کیا اور اس نے اللہ میاں سے توبہ کر لی اور اپنے امام زمانہ علیہ السلام سے وعدہ کیا کہ وہ کبھی بھی ایسا کوئی کام نہیں کرے گا۔ جس کو اسے امی سے چھپ کر کرنا پڑے کیونکہ اللہ میاں کے کیمرے ہر وقت اور ہر جگہ دیکھ رہے ہوتے ہیں۔

سبق

پیارے بچو! ہمیں چاہیے کہ ہم کوئی بھی ایسا کام نہ کریں جس کو ہمیں امی ابو کی نظروں سے چھپ کر کرنا پڑے کیوں کہ جس کام کو ہم والدین سے چھپ کر رہے ہوتے ہیں وہ کام اللہ میاں ضرور دیکھ رہے ہوتے ہیں ہیں اور اگر ہم سارے اچھے کام کریں گے تو ہمارا نیک کاموں کو لکھنے والے گولڈن فرشتہ جیت جائے گا۔

اور اس کے جیتنے سے ہمارے امام زمانہ علیہ السلام بھی بہت خوش ہوں گے۔

اے میرے پروردگار میں شیطان کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہو اور اے
میرے پروردگار اس سے مانگتا ہوں کہ شیاطین میرے پاس آئیں۔ سورہ مومنون ۹۸،۹۷

شیطان کھلا دشمن

ارے! تم لوگوں نے بالکل کام کرنا چھوڑ دیا ہے۔ میں تم لوگوں کے اوپر اتنے پیسے خرچ کرتا ہوں۔ تم لوگوں کو ہر وہ چیز لا کر دیتا ہوں جو تم لوگ مانگتے ہو پھر بھی تم لوگ کچھ نہیں کر رہے۔ بالکل ست ہو گئے ہو. تم لوگوں سے یہ بچے کنٹرول نہیں ہو رہے۔ جس بچے کو دیکھو نماز پڑھ رہا ہے، قرآن کی تلاوت کر رہا ہے، دوسروں کی مدد کر رہا ہے، سچ بول رہا ہے۔ تم لوگ کیا کر رہے ہو ان کو ان کاموں سے روک کیوں نہیں پا رہے"۔ بڑا شیطان زور زور سے غصے میں چیخ رہا تھا اور اس کے سارے ساتھی ڈر کے مارے کانپ رہے تھے۔

باس ہم کیا کریں یہ بچے بہت چالاک ہو گئے ہیں۔ وہ ہماری بات نہیں سن رہے ہیں"۔ شیطان نمبر ا نے کہا" ابھی کل کا واقعہ ہے۔ علی کو نماز کے لیے اس کی امی اٹھا رہی تھیں اور میں بار بار اس کے کان میں جا کر کہہ رہا تھا کہ ابھی بہت وقت ہے۔ تھوڑا سا اور سو جاؤ تم

تھکے ہوئے ہو، لیکن اس نے اٹھ کر بلند آواز میں تعوذ پڑھ کر مجھے اتنی زور سے بھگایا کہ پھر میں اس کے قریب ہی نہیں جاسکا۔ میں بڑے زور سے گر گیااور مجھے چوٹ بھی لگ گئی۔

"اور تم اپنی چوٹ کو لے کر بیٹھ گئے اور اس نے نماز پڑھ لی"۔ بڑے شیطان نے غصے سے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے نہ سب سے زیادہ تکلیف مجھے اس وقت ہوتی ہے جب کوئی نماز پڑھتا ہے اور اگر کوئی بچہ وقت پر نماز پڑھے تو میری تکلیف اور بڑھ جاتی ہے۔ لیکن تم لوگوں کا میرا خیال ہی نہیں ہے۔ تم اپنی چوٹ کو چھوڑ کر کسی طرح اس کو نماز کے لئے روک دیتے"۔

بڑا شیطان بہت غصے میں بول رہا تھا۔

"باس میں نے کوشش کی تھی، لیکن آج کل کے بچوں کو معلوم ہے کہ تعوذ پڑھنا ان کے پاس ہمیں بھگانے کا ہتھیار ہے۔ وہ فورا ہی تعوذ پڑھ لیتے ہیں اور پھر ہم ان کے قریب نہیں جاسکتے"۔ شیطان نمبر ایک نے کہا۔ "بڑے شیطان نے اس کو ڈانٹ کر چپ کرادیا۔

"باس آپ میرے کام سے تو خوش ہیں نا، اسد کو دیکھیں ہر وقت موبائل دیکھتا رہتا ہے۔ میں نے اس کو اس کام پر لگادیا ہے کہ وہ صرف موبائل پر کارٹون دیکھتا رہے اور گانے سنتا رہے۔ "شیطان نمبر دو نے کہا۔

"تم خود بڑے بیوقوف ہو وہ موبائل تو دیکھتا ہے۔ لیکن تمہیں نہیں معلوم کہ اب وہ موبائل پر نہ کارٹون دیکھتا ہے اور نہ ہی گانے سنتا ہے۔ اس نے اپنی ٹیچر کے کہنے پر یہ سب کام اس لیے چھوڑ دیے ہیں کہ اس کے کے امام زمانہ علیہ السلام کو یہ کام نہیں پسند "بڑے شیطان نے چیختے ہوئے کہا۔

"لیکن اس کے ہاتھ میں موبائل تو ہر وقت ہوتا ہے باس"۔ شیطان نمبر ۲ نے کہا۔

"شیطان نمبر ۳ تم بتاؤ تم نے کیا کارنامہ نہ انجام دیا؟" بڑے شیطان نے غصے سے پوچھا۔

"باس میں نے بڑے عرصے تک حمزہ کو صاف ستھرا نہیں ہونے دیا۔ جب امی اس کو نہانے کے لئے کہتی تھیں تو میں اس کو منع کر دیتا تھا۔ وہ نہاتا بھی نہیں تھا، نہ ہی ناخن کاٹتا تھا خاص طور پر جمعہ والے دن تو میں اس کو کچھ نہیں کرنے دیتا تھا۔ وہ سارا دن باہر کرکٹ کھیلتا رہتا تھا اور جمعہ کا دن گزر جاتا تھا، لیکن۔۔۔۔

"ہاں بولو لیکن"؟ تم بھی ہار گئے ہو۔ میں نے خود حمزہ کو دیکھا ہے کہ وہ بہت ہی صاف ستھرا بچہ بن چکا ہے جمعہ کو تو خاص طور پر وہ غسل کرتا ہے، ناخن کاٹتا ہے اور مسجد میں نماز پڑھنے جاتا ہے"۔ بڑا شیطان غصے میں چیخ رہا تھا۔

"تم سب کو میں سزا دوں گا۔ تم سب سے یہ چھوٹے چھوٹے بچے قابو میں نہیں آ رہے۔ اب مجھے ہی کچھ کرنا پڑے گا" بڑے شیطان نے ان سب کو بڑی زور سے ڈانٹتے ہوئے کہا"۔ تم سب یہاں سے نکل جاؤ"۔

اسکول سے چھٹی کے بعد فائق گھر پہنچا تو اسے بہت بھوک لگ رہی تھی۔ امی نے گرم گرم کھانا اس کے سامنے لاکر رکھا تو فائق نے ہاتھ دھو کر جیسے ہی پہلا نوالہ منہ میں ڈالنا چاہا تو شیطان خوش ہو گیا۔ کیونکہ فائق بسم اللہ پڑھنا بھول گیا ہے۔ لہذا اب وہ فائق کے ساتھ اس کی پلیٹ سے اپنے گندے ہاتھوں سے کھانا کھائے گا۔ ابھی بڑا شیطان خوش ہی ہو رہا تھا کہ فائق کو فوراً یاد آیا کہ کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔ تاکہ شیطان کھانے میں شریک نہ ہو اور زور سے پڑھنے سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ سب کو یاد آجاتا ہے کہ بسم اللہ پڑھ لیں۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" فائق نے جیسے ہی کہا شیطان غصے کے مارے سرخ ہو گیا اور وہاں سے دور ہو گیا۔ اب وہ فائق کے ساتھ کھانے میں شریک نہیں ہو سکتا تھا۔

وہاں سے اٹھ کر فوراً بڑے شیطان نے بڑے بڑے شیطانوں کی میٹنگ بلائی۔

اس بگڑتی ہوئی صورتحال کا کیا حل ہے؟
کیا وجہ ہے کہ سارے بچے ان کے قابو سے نکل گئے ہیں؟
اس بڑے شیطان کے ایک ساتھی نے جو خود بھی ایک بڑا شیطان تھا۔ اس نے بتایا کہ "میں نے اس پر بہت غور کیا ہے کہ یہ سارے بچے ہماری باتیں کیوں نہیں مان رہے اور اس کی وجہ مجھے سمجھ میں آگئی ہے"۔

"جلدی بتاؤ ہم کب سے یہی وجہ تو تلاش کر رہے ہیں کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے"۔ سب بڑے بڑے شیطانوں نے کہا۔
"تم لوگوں نے سارے بچوں کو ایک دعا پڑھتے ہوئے سنا ہے؟ سارے بچوں کو وہ زبانی یاد ہے"۔ ایک بڑے شیطان نے کہا۔
"ہاں ہاں سنی تو ہے، وہ کونسی دعا ہے؟ ایک اور بڑے شیطان نے پوچھا۔

"یہ بچے روزانہ اپنے امام زمانہ علیہ السلام کے آنے کی دعا مانگ رہے ہوتے ہیں۔ ان کو یقین ہے کہ ان کے امام علیہ السلام جلدی آنے والے ہیں اور وہ سب اپنے امام زمانہ علیہ السلام کی فوج میں شامل ہونا چاہتے ہیں"۔ اسی بڑے شیطان نے وجہ بتائی۔

"اسی وجہ سے ان لوگوں نے سارے اچھے کام کرنا شروع کر دیے ہیں کیونکہ ان کو معلوم ہو گیا ہے کہ جب وہ سب لوگ اچھے کام کریں گے تو ان کے امام زمانہ علیہ السلام ان کو اپنی فوج میں شامل کر لیں گے"۔ شیطان نے پھر کہا۔
"اس کا مطلب ہے کہ وہ فوج میں شامل ہو کر ہم سب شیطانوں کو ختم کر دیں گے"۔ ایک اور بڑے شیطان نے ڈرتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب یہ ہے کہ پھر تو ہم ان پر کبھی بھی قابو نہیں پا سکتے۔ بلکہ اب تو ہمیں خود اپنی جان کی فکر کرنی چاہئے کیونکہ ان سب نے ہمیں پہچان لیا ہے اور یہ لوگ کبھی بھی ہمارے بہکانے میں نہیں آئیں گے"۔ ایک اور بڑے شیطان نے کہا۔

"ہاں میں بھی یہی کہہ رہا ہوں کہ اب ہم سب کو واپس چلے جانا چاہیے کہ کم از کم روزانہ ان کی مار سے تو بچ جائیں گے۔ جو یہ نماز قرآن پڑھ کر صاف ستھرے رہ کر اور تمام اچھے کام کر کے ہمیں تکلیف پہنچاتے ہیں"۔

"ہاں ہوتا ہے لیکن اس میں وہ قرآن سنتا ہے اور ساتھ ساتھ ان کی تصویریں دیکھتا ہے"۔ بڑے شیطان نے پھر غصے سے چلاتے ہوئے کہا۔

ایک بڑے شیطان کے کہنے پر سب نے ہاں میں ہاں ملائی۔

سبق

دیکھا بچو! شیطان ہمارا بڑا اور کھلا دشمن ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ ہم کوئی بھی اچھا کام کریں۔ لیکن جب بچے اچھا کام کرتے ہیں تو شیطان کو بہت تکلیف ہوتی ہے اور سب سے زیادہ تکلیف اس کو اس بات پر ہوتی ہے کہ بچے اپنے امام زمانہ علیہ السلام سے محبت کرتے ہیں۔ ان کی محبت میں سارے اچھے کام کرتے ہیں۔ لہذا شیطان سے جیتنے کا سب سے بڑا طریقہ یہ ہے کہ تعوذ اور تسمیہ پڑھیں اور اپنے امام زمانہ علیہ السلام کی فوج میں شامل ہونے کے لئے اچھے اچھے کام کریں۔